﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۱۰ — جمعۃ المبارک ۱۸/جولائی ۲۰۰۳ء — ۱۸/جمادی الاول ۱۴۲۴ ہجری قمری — ۱۸/وفا ۱۳۸۲ ہجری شمسی — شمارہ ۲۹

شگفتہ مجلس

حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں رسول اللہ ﷺ کی سو سے زیادہ مجالس میں بیٹھا ہوں۔ ان میں صحابہؓ اشعار پڑھتے تھے اور زمانہ جاہلیت کے قصے سناتے تھے۔ آنحضرت ﷺ خاموشی سے سنتے تھے اور کبھی کبھی ان کے ساتھ تبسم بھی فرماتے تھے۔

(جامع ترمذی کتاب الادب باب فی انشاد الشعر)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

دنیا سے دل لگانے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اور آئندہ نیکی کی مناسبت اس سے نہیں رہتی۔ آرام کی صورت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ دل لگایا جاوے۔

موت اور اس کی تلخیوں کا ذکر چل پڑا۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا: ’’انسان ان موتوں سے عبرت نہیں پکڑتا حالانکہ اس سے بڑھ کر اور کون ناصح ہو سکتا ہے۔ جس قدر انسان مختلف بلاد اور ممالک میں مرتے ہیں اگر یہ سب جمع ہو کر ایک دروازہ سے نکلیں تو کیسا عبرت کا نظارہ ہو۔ پھر مختلف امراض اس قسم کے ہیں کہ ان میں انسان کی پیش نہیں جاتی۔ ایک دفعہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اس نے بیان کیا کہ میرے پیٹ میں رسولی پیدا ہوئی ہے اور وہ دن بدن بڑھ کر پاخانہ کے راستہ کو بند کرتی جاتی ہے۔ جس ڈاکٹر کے پاس گیا ہوں وہ یہی کہتا ہے کہ اگر یہ مرض ہمیں ہوتی تو ہم بندوق مار کر خودکشی کر لیتے۔ آخر وہ بیچارہ اسی مرض سے مر گیا۔

بعض لوگ ایسے مسلول ہوتے ہیں کہ ایک ایک پیالہ پیپ کا اندر سے نکلتا ہے۔ ایک دفعہ ایک مریض آیا اس کی یہی حالت تھی۔ صرف اس کا پوست ہی رہ گیا تھا۔ اور وہ سمجھ دار بھی تھا مگر تاہم وہ یہی خیال کرتا تھا کہ مَیں زندہ رہوں گا۔ انسان کی سخت دلی اصل میں امیدوں پر ہوتی ہے لیکن انبیاء کی یہ حالت نہیں ہوتی۔ جس قدر انبیاء ہوئے ہیں سب کی یہ حالت رہی ہے کہ اگر شام ہوئی تو صبح کی ان کو امید نہیں کہ ہم زندہ رہیں گے اور اگر صبح ہوئی تو شام کو امید نہیں کہ ہم زندہ رہیں گے۔ جب تک انسان کا یہ خیال نہ ہو کہ مَیں ایک مرنے والا ہوں تب تک وہ غیر اللہ سے دل لگانا چھوڑ نہیں سکتا اور آخر اس قسم کے افکار میں جان دیتا ہے۔ مرنے کے وقت کا کسی کو کیا علم ہوتا ہے۔ موت تو ناگہانی آجاتی ہے۔ اگر کوئی غور کرے تو اسے معلوم ہو کہ یہ دنیا اور اس کے مال و متاع اور حظ سب فانی اور جھوٹے ہیں۔ آخر کار وہ یہاں سے تہی دست جاوے گا۔ اور اصل مطلوب جس سے وہ خوش رہ سکتا ہے وہ خدا سے دل لگانا ہے اور گناہ کی دلیری سے آزاد رہنا کہنے کو یہ آسان ہے اور ہر ایک زبان سے کہہ سکتا ہے کہ میرا دل خدا سے لگا ہوا ہے مگر اس کا کرنا مشکل ہے۔ ایک دوکاندار کو دیکھو کہ وہ وزن تو کم تولتا ہے مگر زبان سے صوفیانہ کافیاں ایسی گاتا جاوے گا کہ دوسرے کو یہ معلوم ہو کہ یہ بڑا خدا رسیدہ ہے۔ ایسی حالت میں لفظ اور باتیں تو زبان سے نکلتی ہیں مگر دل اُس کی تکذیب کرتا ہے۔ سجادہ نشینوں کو ایسے قصے یاد ہوتے ہیں کہ دوسرا انسان سن کر گرویدہ ہو جاتا ہے حالانکہ خود ان کا عمل درآمد ان پر مطلق نہیں ہوتا۔ مگر تاہم ایسے انسان بھی ہوتے ہیں کہ وہ بات کو سمجھ لیتے ہیں اور اس دنیا اور مافیہا کو چھوڑنا ان پر آسان ہوتا ہے۔ جیسے کہ ابراہیم ادھم وغیرہ بادشاہ ہوئے ہیں کہ انہوں نے سلطنت کو ترک کر دیا۔ جب خوف الٰہی ان کے قلب پر غالب ہوا تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ اب دنیا اور یہ خوف ایک جا جمع نہیں ہو سکتے اس لئے دنیا کو چھوڑ دیا۔

جب ایک شخص ناپائدار لذت میں مصروف ہو تو جب اسے چھوڑے گا اسی قدر اُسے رنج ہوگا۔ دنیا سے دل لگانے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اور آئندہ نیکی کی مناسبت اس سے نہیں رہتی۔ مسلمانوں میں اگرچہ فاسق فاجر بادشاہ بھی گزرے ہیں مگر ایسے بھی بہت ہیں کہ انہوں نے پاکبازی اور راستی اختیار کی‘‘۔ (ملفوظات جلد سوم جدید ایڈیشن صفحہ ۴۳۷۔۴۳۸)

❁❁❁ ❁❁❁

’’حضرت اقدس نے شام کے وقت ایک مختصر تقریر دنیا کی تلخیوں پر فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے: تعجب ہے کہ انسان اس (دنیا) میں راحت و آرام طلب کرتا ہے حالانکہ اس میں بڑی تلخیاں ہیں۔ خویش و اقارب کو ترک کرنا، دوستوں کا جدا ہونا، ہر ایک محبوب سے کنارہ کشی کرنا۔ البتہ آرام کی صورت یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ دل لگایا جاوے، جیسے کہا ہے کہ ’جز بخلوت گاہ حق آرام نیست‘۔ انسان کو ایک لحظہ میں خوشی کرتا ہے تو دوسرے لحظہ میں اسے رنج ہوتا ہے لیکن اگر رنج نہ ہو تو پھر خوشی کا مزا نہیں آتا جیسے کہ پانی کا مزا اسی وقت آتا ہے جبکہ پیاس کا درد محسوس ہو اس لئے درد مقدم ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۴۱۔ جدید ایڈیشن)

آئندہ زمانے میں جو ضرورت پیش آنی ہے مبلغین کی بہت بڑی تعداد کی ضرورت ہے اس لئے واقفین نو بچوں کی اس نہج پر تربیت کریں کہ انہیں پتہ ہو کہ اکثریت ان کی تبلیغ کے میدان میں جانے والی ہے

(واقفین نو بچوں کی تربیت کے متعلق متفرق ہدایات)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۷/جون ۲۰۰۳ء)

(لندن۔ ۲۷/جون) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی صفت السمیع کے متعلق آج سورۃ آل عمران کی آیات ۳۴، ۳۵ کی تلاوت کی اور اس تعلق میں وقف نو کے بچوں کی تعلیم و تربیت سے متعلق تفصیل سے والدین اور بچوں کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ خطبہ کے آغاز میں حضور ایدہ اللہ نے

فرمایا کہ گزشتہ خطبہ میں مَیں نے اسلام کی طرف ایک غلط قسم کے جہاد کے تصور کو منسوب کرنے کا ذکر کیا تھا جس نے اسلام کی بہت ہی پیاری محبت سے بھری ہوئی حسین تعلیم کو بعض مفاد پرستوں کے ذاتی مفاد نے انتہائی خوفناک اور بھیانک شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔اور پھر ڈھٹائی کا یہ عالم ہے کہ اگر کوئی ان کی اصلاح کی کوشش کرے تو کہتے ہیں کہ یہ اسلام دشمن ہیں اور فلاں کے ایجنٹ ہیں اور فلاں کے ایجنٹ ہیں۔ان عقل کے اندھوں کو یہ احساس ہی نہیں ہے کہ اس عمل سے اسلام کو بدنام کرنے کے ساتھ ساتھ نئی نسل کو بھی برباد کر رہے ہیں۔ ماؤں کی گودوں سے ان کے بچے چھین رہے ہیں، بہنوں سے ان کے بھائی جدا کر رہے ہیں اور باپوں سے ان کے بڑھاپے کے سہارے جدا کر کے ان کو دَر دَر کی ٹھوکریں کھلانے کا باعث بن رہے ہیں۔لیکن اس کے مقابل پر ایک اور قسم کا گروہ ہے جو اسلام کی حقیقی اور حسین تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ میں مسیح موعود کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ ؎

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

حضور نے فرمایا کہ آج اس مسیح موعود کو ماننے والی ماؤں اور باپوں نے خلیفہ وقت کی تحریک پر انبیاء اور ابرار کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مسیح موعود کی فوج میں داخل کرنے کے لئے اپنے بچوں کو پیدائش سے پہلے پیش کیا اور کرتے چلے جارہے ہیں وہ جہاد میں حصہ لے رہے ہیں لیکن علمی اور قلمی جہاد میں، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی فوج میں داخل ہوکر اور انشاء اللہ تعالیٰ یہی لوگ فتح یاب ہوں گے جن میں خلافت اور نظام قائم ہے اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا طریق کامیاب ہونے والا نہیں۔

حضور نے فرمایا لیکن جن ماؤں اور جن باپوں نے قربانی سے سرشار ہوکر، اس جذبہ سے سرشار ہوکر، اپنے بچوں کو خدمت اسلام کے لئے پیش کیا ہے ان پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔والدین نے تو اپنے بچوں کو قربانی کے لئے پیش کر دیا۔ جماعت نے ان کی صحیح تربیت اور اٹھان کے لئے پروگرام بھی بنائے ہیں لیکن بچہ نظام جماعت کی تربیت میں تو ہفتہ میں چند گھنٹے ہی رہتا ہے۔ان چند گھنٹوں میں اس کی تربیت کا حق ادا تو نہیں ہو سکتا اس لئے یہ بہرحال ماں باپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کی تربیت پر توجہ دیں۔اور اس کے ساتھ پیدائش سے پہلے جس خلوص اور دعا کے ساتھ بچے کو پیش کیا تھا اس دعا کا سلسلہ مستقلاً جاری رکھیں یہاں تک کہ بچہ ایک مفید وجود بن کر نظام جماعت میں سمویا جائے۔ بلکہ اس کے بعد بھی زندگی کی آخری سانس تک ان کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ بگڑتے پتہ نہیں لگتا اس لئے ہمیشہ انجام بخیر کی اور اس وقف کو آخر تک نبھانے کے لئے والدین کو بھی دعا کرتے رہنا چاہئے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشادات کے حوالہ سے بچوں کی تربیت کے لئے سب سے پہلے ان امور کا ذکر فرمایا جو والدین کو اختیار کرنے چاہئیں۔اس میں سب سے اہم بات وفا کا معاملہ ہے جس کے بغیر کوئی قربانی، قربانی نہیں کہلا سکتی۔

اس کے علاوہ سب سے اہم بات ہے کہ بچوں کو پانچ وقت نمازوں کی عادت ڈالیں۔ کیونکہ جس دین میں عبادت نہیں وہ دین نہیں۔اس کی عادت بھی بچوں کو ڈالنی چاہئے اور اس کے لئے سب سے بڑا والدین کا اپنا نمونہ ہے۔اگر خود وہ نمازی ہوں گے تو بچے بھی نمازی بنیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ بچپن سے تربیت کی ضرورت پڑتی ہے، اچانک بچوں میں یہ عادت نہیں پڑا کرتی۔حضور نے فرمایا کہ بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو کہنے میں چھوٹی ہیں لیکن اخلاق سنوارنے کے لحاظ سے انتہائی ضروری ہیں مثلاً کھانا کھانے کے آداب ہیں یہ ضرور سکھانے چاہئیں۔اب یہ ایسی بات ہے جو گھر میں صرف ماں باپ ہی کر سکتے ہیں یا ایسے سکول اور کالجز جہاں ہوسٹل ہوں اور بڑی کڑی نگرانی ہو وہاں یہ آداب بچوں کو سکھائے جاتے ہیں لیکن عموماً ایک بہت بڑی تیسری دنیا کے سکولوں کی تعداد ایسی ہے جہاں ان باتوں پر اس طرح عمل نہیں ہوتا اس لئے بہرحال یہ ماں باپ کا ہی فرض بنتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بچوں میں اخلاق حسنہ کی آبیاری کی اہمیت کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ ہر وقف زندگی بچہ جو وقف نو میں شامل ہے بچپن سے ہی اس کو سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہئے اور یہ نفرت اس کو گویا ماں کے دودھ سے ملنی چاہئے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ قناعت کے متعلق مَیں نے کہا تھا اس کا واقفین سے بڑا گہرا تعلق ہے۔بچپن ہی سے ان بچوں کو قانع بنانا چاہئے اور حرص و ہوا سے بے رغبتی پیدا کرنی چاہئے۔ عقل اور فہم کے ساتھ اگر والدین شروع سے تربیت کریں تو ایسا ہونا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔غرض دیانت اور امانت کے اعلیٰ مقام تک ان بچوں کو پہنچانا ضروری ہے۔

علاوہ ازیں بچپن سے ایسے بچوں کے مزاج میں شگفتگی پیدا کرنی چاہئے۔ترش روئی وقف کے ساتھ پہلو بہ پہلو نہیں چل سکتی۔ترش رو واقفین زندگی ہمیشہ جماعت میں مسائل پیدا کیا کرتے ہیں اور بعض دفعہ خطرناک فتنے بھی پیدا کر دیا کرتے ہیں۔اس لئے خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمل یعنی کسی کی بات کو برداشت کرنا یہ دونوں صفات واقفین بچوں میں بہت ضروری ہیں۔اس کے علاوہ واقفین بچوں میں سخت جانی کی عادت ڈالنا، نظام جماعت کی اطاعت کی بچپن سے عادت ڈالنا، اطفال الاحمدیہ سے وابستہ کرنا، ناصرات سے وابستہ کرنا، خدام الاحمدیہ سے وابستہ کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

پھر بچپن سے ہی کردار بنانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔یہ بات یاد رکھیں کہ ماں باپ جتنی چاہیں زبانی تربیت کریں اگر ان کا کردار ان کے قول کے مطابق نہیں تو بچے کمزوری کو لے لیں گے اور مضبوط پہلو کو چھوڑ دیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ اپنے گھر کے ماحول کو ایسا پرسکون اور محبت بھرا بنائیں کہ بچے فارغ وقت میں گھر کے باہر گزارنے کے بجائے ماں باپ کی صحبت میں گزارنا پسند کریں۔ایک دوستانہ ماحول ہو۔بچے کھل کر ماں باپ سے سوال بھی کریں اور ادب کے دائرہ میں رہتے ہوئے ہر قسم کی باتیں کر سکیں۔اس لئے ماں باپ دونوں کو بہرحال قربانی دینی پڑے گی۔ جو عہد اپنے ربّ سے ماں باپ نے باندھا ہے اس عہد کو پورا کرنے کے لئے بہرحال والدین نے بھی قربانی دینی ہے۔اور یہ آپ پہلے بھی سن چکے ہیں اور حضور نے یہی نصیحت فرمائی ہے والدین کو بھی، مَیں بھی یہی کہتا ہوں۔بعض دفعہ بعض والدین اپنے حقوق تو چھوڑتے نہیں بلکہ ناجائز غصب کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن زور یہ ہوتا ہے کہ چونکہ ہمارے بچے وقف نو میں ہیں اس لئے ہم نے اگر کوئی غلطی کر بھی لی ہے تو ہم سے نرمی کا سلوک کیا جائے۔ یہ تو نہیں ہوسکتا۔حضور نے مزید فرمایا کہ پھر ایک عام بات ہے جس کی طرف والدین کو توجہ دینی ہوگی۔وہ ہے اپنے بچوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کریں، انہیں متقی بنائیں۔

پھر بچوں میں یہ احساس بھی پیدا کریں کہ تم واقف زندگی ہو اور فی زمانہ اس سے بڑی کوئی اور چیز نہیں۔اپنے اندر قناعت پیدا کرو، نیکی کے معاملہ میں ضرور اپنے سے بڑے کو دیکھو اور آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ لیکن دنیاوی دولت یا کسی کی امارت تمہیں متأثر نہ کرے بلکہ اس معاملہ میں اپنے سے کمتر کو دیکھو اور خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دین کی خدمت کی توفیق دی ہے۔اور اس دولت سے مالا مال کیا ہے۔کسی سے کوئی توقع نہ رکھو۔ ہر چیز اپنے پیارے خدا سے مانگو۔ایک بڑی تعداد ایسے واقفین نو بچوں کی ہے جو ماشاء اللہ بلوغت کی عمر کو پہنچ گئے ہیں۔ان کو خود بھی اب ان باتوں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

آخر پر حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے چند ارشادات پڑھ کر سنائے جن میں وقف زندگی کی عظمت اور اہمیت کا ذکر کیا گیا ہے۔حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:’’مَیں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچادوں۔آئندہ ہر ایک کو اختیار ہے کہ وہ اسے سنے یا نہ سنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ اور ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ ❁❁❁……❁❁❁……❁❁❁

تیرے مسرورؔ نے آ کے مجھے مسرور کیا

دل میں اِک کرب کا طوفان بپا ہے ، اُس کو
ضبط تحریر میں لانا ہو تو کیسے لاؤں
حرف و معنی سے شناسائی نہیں ہے ، کیسے
اُس کو حلقہ زنجیرِ بیاں پہناؤں
مَیں گنہگار و سیہ کار کہاں اور کہاں
تیرا رُتبہ ، تری ہستی ، ترا منصب ، ترا نام
تُو کہ اللہ کا انعام تھا دنیا کے لئے
آج دنیا تجھے روتی ہے مرے پیارے امام
تری ہر بات تھی پیغام رسولِ عربیؐ
تری ہر سانس میں موجود تھے گُلہائے دُرُود
تُو کہ تھا طوطیٔ بستانِ محمدؐ تجھ پر
جانے کیوں لگتی رہیں ، ایک نہیں لاکھوں قیود
بارہا مہدیٔ موعود کہا کرتے تھے
’’ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام‘‘
تُو بھی ہے حلقہ بگوش شہِ بطحاؐ طاہرؔ
مَیں بھی ہوں شاہِ عربؐ ہی کے غلاموں کا غلام
دل میں اِک ٹیس سی اٹھی تھی کہ جس نے پیارے
شعر کہنے پہ مرے ذہن کو مجبور کیا
مَیں کہ تھا خستہ و پامال تری فرقت میں
تیرے مسرورؔ نے آ کے مجھے مسرور کیا

(محمود الحسن۔راولپنڈی)

سوسال پہلے

شہید افغانستان

حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(شہادت ۱۴؍جولائی ۱۹۰۳ء)

(دوسری اور آخری قسط)

شہید مرحوم کی نعش کا پتھروں سے نکالا جانا، نماز جنازہ اور تدفین

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’میاں احمد نور جو حضرت صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب کے خاص شاگرد ہیں۔ ۸؍نومبر ۱۹۰۳ء کو مع عیال خوست سے قادیان پہنچے۔ ان کا بیان ہے کہ مولوی صاحب کی لاش برابر چالیس دن تک ان پتھروں میں پڑی رہی جن میں سنگسار کیے گئے تھے۔ بعد اس کے میں نے چند دوستوں کے ساتھ مل کر رات کے وقت ان کی نعش مبارک نکالی اور پوشیدہ طور پر شہر میں لائے اور اندیشہ تھا کہ امیر اور اس کے ملازم کچھ مزاحمت کریں گے مگر شہر میں وبائے ہیضہ اس قدر پڑ چکا تھا کہ ہر ایک شخص اپنی بلا میں گرفتار تھا اس لئے ہم اطمینان سے مولوی صاحب مرحوم کا قبرستان میں جنازہ لے گئے اور جنازہ پڑھ کر وہاں دفن کر دیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مولوی صاحب جب پتھروں میں سے نکالے گئے تو کستوری کی طرح ان کے بدن سے خوشبو آتی تھی اس سے لوگ بہت متاثر ہوئے۔

(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۱۲۶، مطبوعہ لندن)

سید احمد نور صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب انہیں اپنے گاؤں آئے ہوئے قریباً تین ماہ کا عرصہ ہو گیا تو ایک روز گاؤں کی مسجد میں تلاوت قرآن مجید کرتے ہوئے انہیں القاء ہوا: ﴿وَعَقَرُوْا النَّاقَةَ لَوْ تُسَوّٰی بِهِمُ الْاَرْضُ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ﴾۔ یعنی ان لوگوں نے (خدا کی) اونٹنی کو مار دیا ہے مگر ان کی یہ حرکت اچھی نہ تھی۔ اگر زمین ان پر ہموار کر دی جاتی تو ان کے لئے بہتر ہوتا‘‘۔

اس کی انہیں یہ تفہیم ہوئی کہ حضرت صاحبزادہؓ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے بعض لوگوں سے اس کا ذکر کیا لیکن انہوں نے کہا کہ یہ ممکن نہیں کہ صاحبزادہ صاحب جیسے انسان کو قتل کر دیا جائے۔ ان کا گاؤں جدلان نامی دریا کے کنارے پر واقعہ ہے اس کے قریب ایک جگہ شمخیل (ہاشم خیل) ہے جہاں پر کابل سے تاجر آتے جاتے ہیں سید احمد نور معلومات حاصل کرنے کے لئے شمخیل گئے تو معلوم ہوا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کو سنگسار کر دیا گیا ہے اور اب تک ان کے جسم کے اوپر ایک درخت جتنا اونچا پتھروں کا ڈھیر پڑا ہے۔

سید احمد نور صاحب نے یہ سن کر عزم کیا کہ وہ کابل جائیں گے اور حضرت صاحبزادہ صاحب کے جسم کو ان پتھروں کے نیچے سے نکالیں گے خواہ اس کی پاداش میں ان کو بھی سنگسار کر دیا جائے وہ کابل کے ارادے سے روانہ ہوئے جب شمخیل پہنچے تو مقامی حاکم کو ان کے ارادے کا علم ہو گیا اس نے ان کو بلوا کر کہا کہ تم فوراً اپنے گاؤں چلے جاؤ ورنہ تمہیں سخت سزا دی جائے گی پھر ان سے دوصد روپیہ کی ضمانت لی اور گاؤں واپس جانے کی ہدایت دے کر ان کو چھوڑ دیا۔ سید احمد نور ایک دوسرے راستہ سے کابل کی طرف روانہ ہو گئے۔

سید احمد نور صاحب نے کابل پہنچ کر بعض دوستوں سے اپنے ارادہ کا ذکر کیا اور ان سے سنگساری کی جگہ دریافت کی۔ انہوں نے بتایا کہ صاحبزادہ صاحب کو ہندوسوزان کے قریب سنگسار کیا گیا ہے۔ سید احمد نور اس جگہ گئے اور دیکھ کر واپس آ گئے انہیں یہ خیال پیدا ہوا کہ معلوم نہیں کہ صاحبزادہ صاحب ان کی نعش کے نکالے جانے پر راضی بھی ہیں یا نہیں۔ انہوں نے رات دعا کی کہ اے مولا کریم میری رہنمائی فرما کہ صاحبزادہ صاحب اپنی نعش کے نکالے جانے پر راضی ہیں یا نہیں۔ انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب ایک کمرے میں ہیں۔ انہوں نے دروازہ کھولا اور سید احمد نور کو اندر بلا لیا وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے پاؤں دبانے لگے انہوں نے دیکھا کہ آپ کے پاؤں زخمی ہیں آنکھ کھلنے پر سید احمد نور نے اس کی یہ تعبیر سمجھی کہ حضرت صاحبزادہ صاحب چاہتے ہیں کہ ان کی لاش پتھروں سے نکال لی جائے۔

سید احمد نور یہ سوچتے رہے کہ یہ کام کیسے کیا جائے آخر وہ ایک فوجی حوالدار سے ملے جو حضرت صاحبزادہ صاحب کا معتقد تھا وہ ان کی بات سن کر رو پڑا اور کہا کہ میں نے بہت دفعہ ارادہ کیا کہ لاش نکالوں لیکن میں اکیلا تھا مجھ میں اس کی طاقت نہ تھی اب آپ آ گئے ہیں میں انشاء اللہ ضرور آپ کی مدد کروں گا۔ سید احمد نور نے حوالدار صاحب سے کہا کہ وہ کچھ آدمی اپنے ساتھ لے کر رات بارہ بجے مقام شہادت پر پہنچیں میں تابوت، کفن اور خوشبو وغیرہ لے کر وہاں آ جاؤں گا۔ چنانچہ وہ ایک مزدور سے تابوت اٹھوا کر وقت مقررہ پر ایک قبرستان میں پہنچ گئے جو مقام شہادت کے قریب ہی تھا۔ ان دنوں ہیضہ کی وباء پھیلی ہوئی تھی، لوگ کثرت سے مر رہے تھے۔ قبرستان میں میت کے بعد میت تدفین کے لئے لائی جاتی تھی افراتفری کا عالم تھا اس لئے ان سے کسی نے نہیں پوچھا کہ وہ وہاں کیسے آئے ہیں اور یہ کہ تابوت میں کوئی لاش ہے یا نہیں۔ حوالدار نے آنے میں کچھ دیر کی یہاں تک کہ آدھی رات ہو گئی سید احمد نور نے سوچا کہ وہ اکیلے ہی پتھروں کو ہٹا کر لاش نکالتے ہیں لیکن تھوڑی دیر بعد حوالدار صاحب بھی کچھ لوگوں کو لے کر آ گئے۔ یہ سب لوگ تابوت لے کر مقام شہادت پر پہنچے۔ چاندنی رات تھی ایک آدمی کو پہرہ پر مقرر کیا اور باقی سب پتھر ہٹانے لگے یہاں تک کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی لاش نظر آنے لگی اس وقت اس میں سے نہایت تیز خوشبو آ رہی تھی یہ دیکھ کر حوالدار کے ساتھی کہنے لگے کہ شاید یہ وہی آدمی ہے جس کو امیر حبیب اللہ خان نے سنگسار کروایا تھا سید احمد نور نے کہا ہاں یہ وہی آدمی ہے یہ شخص اکثر قرآن شریف کی تلاوت کرتا رہتا تھا اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتا تھا یہ وہی خوشبو ہے۔

جب نعش کو کفن پہنایا گیا تو سید احمد نور نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک پہاڑی کے پیچھے سے پچاس پیدل پہرہ دار اور ایک سوار گشت کرتے ہوئے آ رہے ہیں ان دنوں کابل میں رات کے وقت پہرہ ہوتا تھا اور کسی کو باہر پھرنے کی اجازت نہ ہوتی تھی اگر رات کو کوئی شخص باہر پھرتا نظر پڑتا تھا تو اسے قتل کر دیا جاتا تھا۔ سید احمد نور نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ پہرہ والے آ رہے ہیں یہاں سے ہٹ جاؤ۔ تب سب وہاں سے ہٹ کر چھپ گئے۔ تھوڑی دیر میں پہرہ والے سڑک پر چلتے نظر آنے لگے وہ قلعہ بالا حصار (میگزین) تک گئے اور کچھ دیر کے بعد اسی سڑک سے شہر کی طرف واپس چلے گئے۔ تب میاں احمد نور اور ان کے ساتھی حضرت شہید مرحوم کی نعش کے پاس آئے اور اسے اٹھا کر تابوت میں رکھ دیا اس وقت سید احمد نور نے حضرت شہید مرحوم کے کچھ بال اور کپڑا تبرک کے طور پر لے لئے۔

تابوت بہت بھاری ہو گیا تھا جب اسے اٹھانے کی کوشش کی تو سب مل کر بھی نہ اٹھا سکے۔ سید احمد نور نے لاش کو مخاطب ہو کر کہا کہ جناب یہ بھاری ہونے کا وقت نہیں آپ ہلکے ہو جائیں۔ اس کے بعد انہوں نے محسوس کیا کہ وہ اکیلے ہی تابوت اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن حوالدار نے کہا کہ میں اٹھاتا ہوں۔ اس نے سید احمد نور کی پگڑی لی اور اس سے تابوت باندھ کر اسے اپنے کندھے پر ڈال لیا۔

وہاں سے وہ تابوت ایک مقبرہ میں لے گئے جو نزدیک ہی تھا اس جگہ چند فقیر رہتے تھے۔ سید احمد نور نے حوالدار صاحب اور ان کے آدمیوں کو رخصت کر دیا اور خود ان فقیروں کے پاس چلے گئے۔ ان سے کہا کہ ایک جنازہ آیا ہے اسے یہاں رکھنا ہے۔ انہوں نے تسلی دی اور تابوت ان کے پاس رکھ دیا گیا۔ حوالدار نے جاتے وقت کہا تھا کہ وہ صبح کسی سواری یا مزدوروں کا انتظام کرے گا تا کہ تابوت وہاں سے شہر لے جایا جا سکے۔ صبح ہو گئی لیکن حوالدار نہ آیا آخر سید احمد نور نے ان فقیروں میں سے ایک آدمی کو اجرت دے کر شہر بھجوایا کہ وہ مزدور تلاش کر کے لائے وہ فقیر چلا گیا اور کچھ دیر کے بعد واپس آ گیا اور کہا کہ مزدور تو نہیں ملے شہر میں ہیضہ کی وباء کا زور ہے کثرت سے آدمی مر رہے ہیں میں ہی آپ کی مدد کرتا ہوں۔ فقیر نے سرہانے کی طرف سے جنازہ اٹھایا اور سید احمد نور نے پاؤں کی طرف سے اور شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ دِہ سبز کو جانے والی مشرقی سڑک سے شہر میں آئے جب لکڑ منڈی پہنچے تو کچھ مزدور مل گئے جنہوں نے جنازہ اٹھا لیا شور بازار سے ہوتے ہوئے مقبرہ طاؤس آئے اس کے قریب ہی غلام جان کا مکان تھا وہاں سردار عبدالرحمٰن جان ابن سردار شیریں دل خان موجود تھے سید احمد نور نے سردار احمد جان سے پہلے سے بات کی ہوئی تھی اور تمام پروگرام ان کے علم میں تھا۔ سید احمد نور نے ان کو اشارہ سے اپنی طرف بلایا اور جنازہ کے مقبرہ طاؤس میں بھجوائے جانے کا ذکر کیا۔ سردار عبدالرحمٰن جان نے کہا کہ آپ چلیں اور میرا انتظار کریں میں گھوڑے پر سوار ہو کر آتا ہوں سید احمد نور جنازہ اٹھوا کر مقبرہ طاؤس کے پاس ایک قبرستان میں لے گئے جو حضرت صاحبزادہ صاحب کا آبائی قبرستان تھا اور مزدوروں کو رخصت کر دیا تھوڑی دیر میں سردار عبدالرحمٰن جان بھی پہنچ گئے انہوں نے گھوڑا اپنے نوکر کے حوالہ کیا اور خود آگے بڑھے۔ سردار عبدالرحمٰن جان نے سرہانے کی طرف سے جنازہ اٹھایا اور پاؤں کی طرف سے سید احمد نور نے پکڑا اتنے میں حوالدار صاحب بھی آ گئے اب ظہر کا وقت ہو گیا تھا۔ تینوں نے نماز جنازہ ادا کی سردار عبدالرحمٰن جان ابن سردار شیریں دل خان امام بنے اور سید احمد نور اور حوالدار پیچھے کھڑے ہوئے نماز جنازہ کے بعد تدفین کر دی گئی مقبرہ والوں کو سردار عبدالرحمٰن جان نے کچھ رقم دی اور کہا کہ یہ ایک بزرگ تھے ہم انہیں امانتاً دفن کرتے ہیں اگر کوئی شخص ان کے بارہ میں دریافت کرتا ہوا آئے تو اسے قبر کا پتہ دے دینا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کے تابوت کا کابل سے ان کے گاؤں سیدگاہ لایا جانا اور وہاں پر تدفین

جب حضرت صاحبزادہ سید محمد عبداللطیف صاحب کی شہادت کو ایک سال کا عرصہ گزر گیا تو ان کے ایک ممتاز شاگرد مُلّا میرو اُن کا تابوت کابل سے سیدگاہ لے آئے اور وہاں دفن کر کے نامعلوم سی قبر بنا دی۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد خان عجب خان صاحب آف زیدہ ضلع پشاور کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے سیدگاہ والوں کو پیغام بھجوایا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی قبر اچھی طرح بنائی جائے انہوں نے کچھ مالی مدد بھی کی چنانچہ آپ کے معتقدین نے ایک بڑی پختہ قبر تعمیر کروا دی۔

جب یہ بات مشہور ہوئی تو دور دراز سے لوگ زیارت کے لئے آنے لگے اور چڑھاوے چڑھنے لگے اس کی رپورٹ حکومت کابل کو کی گئی تو سردار نصراللہ خان نے گورنر سمتِ جنوبی سردار محمد اکبر خان غاصی کو حکم بھجوایا کہ صاحبزادہ صاحب کا تابوت وہاں سے نکلوا لیا جائے چنانچہ گورنر نے سرکاری آدمی بھجوا کر رات کو تابوت نکلوا لیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسے خفیہ طور پر کسی اور جگہ دفن کر دیا گیا اور بعض بتاتے ہیں کہ اسے دریا میں پھینک دیا گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے شہید مرحوم کی قبر کو شرک کا ذریعہ بننے سے روک

دیا۔

شہادت کے نتیجہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری وتبشیری پیشگوئیاں

’’صاحبزادہ مولوی عبداللطیف مرحوم کا اس بے رحمی سے مارا جانا اگرچہ ایسا امر ہے کہ اس کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے (وَمَا رَأَيْنَا ظُلْمًا اَغْيَظ مِنْ هٰذَا) **لیکن اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہونگے اور کابل کی زمین دیکھ لے گی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائے گا۔** یہ خون کبھی ضائع نہیں جائے گا۔ پہلے اس سے غریب عبدالرحمٰن میری جماعت کا ظلم سے مارا گیا اور خدا چپ رہا مگر اس خون پر اب وہ چپ نہیں رہے گا اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہونگے‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین ۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۷۴ مطبوعہ لندن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یہ خون بڑی بے رحمی کے ساتھ کیا گیا ہے اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی اس زمانہ میں نظیر نہیں ملے گی۔ ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بیدردی سے قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کر لیا۔

اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلمِ عظیم کی جگہ ہے‘‘۔

’’میں خوب جانتا ہوں کہ جماعت کے بعض افراد ابھی تک اپنی روحانی کمزوری کی حالت میں ہیں یہاں تک کہ بعض کو اپنے وعدوں پر بھی ثابت رہنا مشکل ہے لیکن جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے اس **خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی** روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں جیسا کہ میں نے کشفی حالت میں واقعہ شہادت مولوی صاحب موصوف کے قریب دیکھا کہ ہمارے باغ میں سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی اور میں نے کہا کہ اس شاخ کو زمین میں دوبارہ نصب کر دو تا وہ بڑھے اور پھولے۔ سو میں نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خدا تعالیٰ بہت سے ان کے قائم مقام پیدا کر دے گا۔ سو میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی وقت میرے اس کشف کی تعبیر ظاہر ہو جائے گی‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین ۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۷۵، ۷۶)

’’میں یقیناً جانتا ہوں کہ اب وقت آنے والا ہے کہ اس کی شہادت کی حکمت نکلنے والی ہے اور میں نے سنا ہے کہ اس وقت چودہ آدمی قید کئے گئے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ عبداللطیف کو ناحق شہید کرایا گیا ہے اور یہ ظلم ہوا ہے، وہ حق پر تھا۔ اس پر امیر نے ان آدمیوں کو قید کر دیا ہے اور ان کے وارثوں کو کہا ہے کہ وہ ان کو سمجھائیں کہ ایسے بیہودہ خیالات سے وہ باز آ جائیں۔ مگر وہ موت کو پسند کرتے ہیں اور اس یقینی بات کو وہ چھوڑنا نہیں چاہتے۔ اگر عبداللطیف شہید نہ ہوا ہوتا تو یہ اثر کس طرح پیدا ہوتا اور یہ رعب کس طرح پر پڑتا۔

یقیناً سمجھو کہ خدا تعالیٰ نے کیسی بڑی چیز کا ارادہ کیا ہے اور اس کی بنیاد عبداللطیف کی شہادت سے پڑی ہے۔ یہ موت، موت نہیں۔ یہ زندگی ہے اور اس کے مفید نتیجے پیدا ہونے والے ہیں۔...... یہ **نشان ہزاروں لاکھوں انسانوں کے لئے ہدایت اور ترقی ایمان کا موجب ہوگا......** عبداللطیف کے اس استقلال اور استقامت سے بہت بڑا فائدہ ان لوگوں کو ہوگا جو اس واقعہ پر غور کریں گے۔ چونکہ یہ موت بہت سی زندگیوں کا موجب ہونے والی ہے۔ اس لئے یہ ایسی موت ہے کہ ہزاروں زندگیاں اس پر قربان ہیں۔.......... عبداللطیف کی موت پر جو موت نہیں بلکہ زندگی ہے تم کیوں خوش ہوتے ہو۔ آخر تمہیں بھی مرنا ہے۔ عبداللطیف کی موت تو بہتوں کی زندگی کا باعث ہوگی مگر تمہاری جان اکارت جائے گی اور کسی ٹھکانے نہ لگے گی .... یہ ہماری جماعت کے ایمان کو ترقی دینے کا موجب ہوگی۔ اس کے سوا اب یہ خون اٹھنے لگا ہے اور اس کا اثر پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے جو ایک جماعت کو پیدا کر دے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۱۳، ۵۱۴۔
ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۵۸، ۲۵۹۔ مطبوعہ لندن)

’’یہ خون کبھی خالی نہیں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے مصالح اور حکمتوں کو خوب جانتا ہے...... اس خون کے بہت بڑے بڑے نتائج پیدا ہونے والے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم (طبع جدید) صفحہ ۵۱۴، ۵۱۵)

’’عجیب بات ہے کہ ان کے بعض شاگرد بیان کرتے ہیں کہ جب وہ وطن کی طرف روانہ ہوئے تو بار بار کہتے تھے کہ کابل کی زمین اپنی اصلاح کے لئے میرے خون کی محتاج ہے۔ اور درحقیقت وہ سچ کہتے تھے کیونکہ سرزمین کابل میں اگر ایک کروڑ اشتہار شائع کیا جاتا اور دلائل قویہ سے میرا مسیح موعود ہونا ان میں ثابت کیا جاتا تو ان اشتہارات کا ہرگز ایسا اثر نہ ہوتا جیسا کہ اس شہید کے خون کا اثر ہوا۔

کابل کی سرزمین پر یہ خون اس تخم کی مانند پڑا ہے جو تھوڑے عرصہ میں بڑا درخت بن جاتا ہے اور ہزارہا پرندے اس پر اپنا بسیرا کرتے ہیں‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین ۔روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۳، ۵۴ مطبوعہ لندن)

حضرت صاحبزادہ صاحب کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات

’’شاہزادہ عبداللطیف کیلئے جو شہادت مقدر تھی وہ ہو چکی اب ظالم کا پاداش باقی ہے ...... افسوس کہ یہ امیر زیر آیت ﴿مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ داخل ہو گیا اور ایک ذرہ خدا تعالیٰ کا خوف نہ کیا۔ اور مومن بھی ایسا مومن کہ اگر کابل کی تمام سرزمین میں اس کی نظیر تلاش کی جائے تو تلاش کرنا لاحاصل ہے۔ ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں جو صدق دل سے ایمان اور حق کے لئے جان بھی فدا کرتے ہیں اور زن و فرزند کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔

اے عبداللطیف! تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۰ مطبوعہ لندن)

’’شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی۔ اب تک ان میں سے ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ جو شخص ان میں سے ادنیٰ خدمت بجا لاتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے بڑا کام کیا ہے اور قریب ہے کہ وہ میرے پر احسان رکھے۔ حالانکہ خدا کا اس پر احسان ہے کہ اس خدمت کے لئے اس نے اس کو توفیق دی۔ بعض ایسے ہیں کہ وہ پورے زور اور پورے صدق سے اس طرف نہیں آئے اور جس قوتِ ایمان اور انتہا درجہ کے صدق و صفا کا وہ دعویٰ کرتے ہیں آخر تک اس پر قائم نہیں رہ سکتے اور دنیا کی محبت کے لئے دین کو کھو دیتے ہیں اور کسی ادنیٰ امتحان کی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ خدا کے سلسلہ میں بھی داخل ہو کر ان کی دنیاداری کم نہیں ہوتی۔

لیکن خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایسے بھی ہیں کہ وہ سچے دل سے ایمان لائے اور سچے دل سے اس طرف کو اختیار کیا اور اس راہ کے لئے ہر ایک دکھ اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن جس نمونہ کو اس جوانمرد نے ظاہر کر دیا اب تک وہ قوتیں اس جماعت کی مخفی ہیں۔

خدا سب کو وہ ایمان سکھا دے اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے۔ یہ دنیوی زندگی جو شیطانی حملوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے کامل انسان بننے سے روکتی ہے اور اس سلسلہ میں بہت داخل ہونگے مگر افسوس کہ تھوڑے ہیں کہ یہ نمونہ دکھائیں گے۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۵۷۔۵۸۔ مطبوعہ لندن)

’’جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔ اس سے خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۷۵۔ مطبوعہ لندن)

’’براہین احمدیہ کے صفحہ پانچ سو دس اور صفحہ پانچ سو گیارہ میں یہ پیشگوئیاں ہیں۔’’ **وَ اِنْ لَّمْ يَعْصِمُكَ النَّاسَ يَعْصِمُكَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِهٖ وَ اِنْ لَّمْ يَعْصِمُكَ النَّاسُ۔ شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔ وَلَاتَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ وَ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا۔ وَ فِي اللّٰهِ اَجْرُكَ۔ وَ يَرْضٰى عَنْكَ رَبُّكَ۔ وَ يُتِمُّ اِسْمَكَ وَ عَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَ هُوَ شَرٌّلَّكُمْ۔ وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌلَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ۔**

ترجمہ:- اگرچہ لوگ تجھے قتل ہونے سے نہ بچائیں لیکن خدا تجھے بچائے گا۔ خدا تجھے ضرور قتل ہونے سے بچائے گا۔ اگرچہ لوگ نہ بچائیں۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ لوگ تیرے قتل کے لئے سعی اور کوشش کریں گے خواہ اپنے طور سے اور خواہ گورنمنٹ کو دھوکہ دے کر۔ مگر خدا ان کو ان کی تدبیروں میں نامراد رکھے گا......۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگرچہ میں تجھے قتل سے بچاؤں گا مگر تیری جماعت میں سے دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ ہر ایک جو زمین پر ہے آخر فنا ہوگا۔ یعنی بے گناہ اور معصوم ہونے کی حالت میں قتل کی جائیں گی۔ یہ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں محاورہ ہے کہ بے گناہ اور معصوم کو بکرے یا بکری سے تشبیہ دی جاتی ہے ...... یہ پیشگوئی شہید مرحوم مولوی محمد عبداللطیف اور ان کے شاگرد عبدالرحمٰن کے بارہ میں ہے۔...... بکری کی صفتوں میں سے ایک دودھ دینا ہے اور ایک اس کا گوشت ہے جو کھایا جاتا ہے۔ یہ دونوں بکری کی صفتیں مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے پوری ہوئیں کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے مباحثہ کے وقت انواع اقسام کے معارف اور حقائق بیان کر کے مخالفوں کو دودھ دیا۔ گو بدقسمت مخالفوں نے وہ دودھ نہ پیا اور پھینک دیا اور پھر شہید مرحوم نے اپنی جان کی قربانی سے اپنا گوشت دیا اور خون بہایا تا مخالف اس گوشت کو کھاویں اور اس خون کو پیویں یعنی محبت کے رنگ میں۔ اور اس طرح اس پاک قربانی سے فائدہ اٹھاویں اور سوچ لیں کہ جس مذہب اور جس عقیدہ پر وہ قائم ہیں اور جس پر ان کے باپ دادے مر گئے کیا ایسی قربانی کبھی انہوں نے کی؟ کیا ایسا صدق اور اخلاص کبھی کسی نے دکھلایا؟ کیا ممکن ہے کہ جب تک انسان یقین سے بھر کر خدا کو نہ دیکھے وہ ایسی قربانی

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

دنیا اور عقبیٰ میں کامیابی کا گر یہ ہے کہ انسان ہر قول وفعل میں یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ میرے کاموں سے خبر دار ہے۔ یہی تقویٰ کی جڑ ہے۔

خبیر میں علاوہ خبر رکھنے کے مجرموں کی سزا اور ان کی خبر لینے کی طرف اشارہ ہوتاہے

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۳۰؍مئی ۲۰۰۳ء مطابق ۳۰؍ہجرت ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِکُ الْاَبْصَارَ۔ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾(سورۃ الانعام:۱۰۴)

اس کا ترجمہ ہے، آنکھیں اس کو نہیں پا سکتیں ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے اور وہ بہت باریک بین اور ہمیشہ باخبر رہنے والا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ کی ذات تو مخفی درمخفی اور غیب درغیب اور وَرَاءُ الْوَرَاء ہے اور کوئی عقل اُس کو دریافت نہیں کرسکتی۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لَاتُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِکُ الْاَبْصَارَ یعنی بصارتیں اور بصیرتیں اُس کو پا نہیں سکتیں اور وہ اُن کے انتہا کو جانتا ہے اور اُن پر غالب ہے۔ پس اُس کی توحید محض عقل کے ذریعہ سے غیر ممکن ہے کیونکہ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ انسان آفاقی باطل معبودوں سے کنارہ کرتا ہے یعنی بُتوں یا انسانوں یا سورج چاند وغیرہ کی پرستش سے دستکش ہوتا ہے ایسا ہی انفسی باطل معبودوں سے پرہیز کرے۔ یعنی اپنی روحانی جسمانی طاقتوں پر بھروسہ کرنے سے اور ان کے ذریعہ سے عجب کی بلا میں گرفتار ہونے سے اپنے تئیں بچاوے۔ پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ بجز ترک خودی اور رسول کا دامن پکڑنے کے توحید کامل حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور جو شخص اپنی کسی قوت کو شریک باری ٹھہراتا ہے وہ کیونکر موحد کہلا سکتا ہے۔‘‘(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۳۔۱۴۴)

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’بجز اس طریق کے کہ خدا خود ہی تجلّی کرے اور کوئی دوسرا طریق نہیں ہے جس سے اس کی ذات پر یقین کامل حاصل ہو ﴿لَاتُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِکُ الْاَبْصَار﴾ سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے کہ ابصار پر وہ آپ ہی روشنی ڈالے تو ڈالے۔ ابصار کی مجال نہیں ہے کہ خود اپنی قوت سے اسے شناخت کرلیں۔‘‘(البدر جلد۲ نمبر ۴۷ مورخہ ۱۶/ دسمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۳۷۳)

اب صفت خبیر کے بارہ میں کچھ اور آیات ہیں:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَت لِغَدٍ۔ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾۔(سورۃ الحشر:۱۹)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان یہ نظر رکھے کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ اس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اے ایمان والو خدا سے ڈرتے رہو اور ہر ایک تم میں سے دیکھتا رہے کہ مَیں نے اگلے جہان میں کون سا مال بھیجا ہے۔ اور اس خدا سے ڈرو جو خبیر اور علیم ہے اور تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے یعنی وہ خوب جاننے والا اور پرکھنے والا ہے اس لئے وہ تمہارے اعمال ہرگز قبول نہیں کرے گا اور جنہوں نے کھوٹے کام کئے انہیں کاموں نے ان کے دل پر زنگار چڑھا دیا۔ سو وہ خدا کو ہرگز نہیں دیکھیں گے‘‘۔

(ست بچن، روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۵۔۲۲۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ:

’’تقویٰ اللہ اختیار کرو اور ہر ایک جی کو چاہئے کہ بڑی توجہ سے دیکھ لے کہ کل کے لئے کیا کِیا۔ جو کام ہم کرتے ہیں ان کے نتائج ہماری مقدرت سے باہر چلے جاتے ہیں۔ اس لئے جو کام اللہ کے لئے نہ ہوگا تو وہ سخت نقصان کا باعث ہوگا۔ لیکن جو اللہ کے لئے ہے تو وہ ہمہ قدرت اور غیب دان خدا جو ہر قسم کی طاقت اور قدرت رکھتا ہے اُس کو مفید اور مثمر بثمرات حسنہ بنا دیتا ہے‘‘۔

(حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۲۲)

پھر آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) فرماتے ہیں:

’’اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر نفس کو چاہئے کہ دیکھتا رہے کہ کل کے لئے اس نے کیا کیا۔ اور تقویٰ اپنا شعار بنائے۔ اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو، اس سے خوب آگاہ ہے۔

غرض دنیا وعقبیٰ میں جس کامیابی کا ایک گُر بتایا کہ انسان کل کی فکر آج کرے۔ اور اپنے ہر قول وفعل میں یہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ میرے کاموں سے خبردار ہے۔ یہی تقویٰ کی جڑھ ہے۔ اور یہی ہر کامیابی کی روحِ رواں ہے۔ برخلاف اس کے انجیل کی یہ تعلیم ہے جو (متی) باب ۶ آیت ۳۴ میں مذکور ہے بایں الفاظ کہ ’’کل کے لئے فکر نہ کرو کیونکہ کل کا دن اپنے لئے آپ فکر کرے گا۔ آج کا دُکھ آج کیلئے کافی ہے‘‘۔

اگر ان دونوں تعلیموں پر غور کریں تو صرف اسی ایک مسئلے سے اسلام وعیسائیت کی صداقت کا فیصلہ ہوسکتا ہے۔ ایک نیک دل، پارسا، طالبِ نجات، طالبِ حق خوب سمجھ لیتا ہے کہ عملی زندگی کے اعتبار سے کون سا مذہب احق بالقبول ہے۔

اگر انجیل کی اس آیت پر ہم کیا، خود انجیل کے ماننے والے عیسائی بھی عمل کریں تو دنیا کی تمام ترقیاں رُک جائیں اور تمام کاروبار بند ہوجائیں۔ نہ تو بجٹ بنیں۔ نہ ان کے مطابق عمل درآمد ہو۔ نہ ریل گاڑیوں اور جہازوں کے پروگرام پہلے شائع ہوں۔ نہ کسی تجارتی کارخانے کو اشتہار دینے کا موقعہ ملے۔ نہ کسی گھر میں کھانے کی کوئی چیز پائی جائے۔ اور نہ غالبًا بازاروں سے مل سکے۔ کیونکہ کل کی تو فکر ہی نہیں، بلکہ فکر کرنا گناہ ہے۔ برخلاف اس کے قرآن مجید کی تعلیم کیا پاک اور عملی زندگی میں کام آنے والی ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ عیسائیوں کا اپنا عمل درآمد بھی اسی آیت پر ہے ورنہ آج ہی سے سب کاروبار بند ہوجائیں اور کوئی نظامِ سلطنت قائم نہ رہے۔ قرآن پاک کی تعلیم ﴿وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ پر عمل کرنے سے انسان نہ صرف دنیا میں کامران ہوتا ہے بلکہ عقبیٰ میں بھی خدا کے فضل سے سُرخرو ہوگا۔ ہم کبھی آخرت کے لئے سرمایۂ نجات جمع نہیں کرسکتے جب تک آج ہی سے اس دارالقرار کے لئے تیاری نہ شروع کر دیں۔‘‘(تشحیذ الاذہان۔جلد ۷ نمبر ۵ صفحہ ۲۲۷۔۲۲۸)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

’’چاہیے کہ ہر ایک نفس دیکھ لے کہ اس نے کل کے واسطے کیا تیاری کی ہے۔ انسان کے ساتھ ایک نفس لگا ہوا ہے جو ہر وقت مبدّل ہے۔ کیونکہ جسم انسانی ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے۔ جب اس نفس کے واسطے جو ہر وقت تحلیل ہو رہا ہے اور اس کے ذرّات جدا ہوتے جاتے ہیں، اس قدر تیاریاں کی جاتی ہیں اور اس کی حفاظت کے واسطے سامان مہیا کئے جاتے ہیں۔ تو پھر کس قدر تیاری اس نفس کے واسطے ہونی چاہیے جس کے ذمہ موت کے بعد کی جواب دہی لازم ہے۔ اس آنی فانی والے جسم کے واسطے جتنا فکر کیا جاتا ہے۔

کاش کہ اتنا فکر اس کے نفس کے واسطے کیا جاوے جو کہ جواب دہی کرنے والا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْن : اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے آگاہ ہے۔ اس آگاہی کا لحاظ کرنے سے آخر کسی نہ کسی وقت فطرتِ انسانی جاگ کر اسے ملامت کرتی ہے اور گناہوں میں گرنے سے بچاتی ہے۔‘‘ (بدر۔ ۱۳/ دسمبر ۱۹۰۶ء۔صفحہ ۹)

پھر حقائق الفرقان میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

’’﴿وَاتَّقُوْااللّٰہَ ۔اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾: تقویٰ کا علاج بتایا کہ تم یہ یقین رکھو کہ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا اور ان سے خبر رکھنے والا بھی کوئی ہے‘‘۔(حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۸۵)

پھر آپ نے فرمایا:

’’مومن کو چاہیے کہ جو کام کرے اس کے انجام کو پہلے سوچ لے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ انسان غضب کے وقت قتل کر دینا چاہتا ہے۔ گالی نکالتا ہے۔ مگر سوچ کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ اس اصل کو مدّنظر رکھے تو تقویٰ کے طریق پر قدم مارنے کی توفیق ملے گی۔ نتائج کا خیال کیونکر پیدا ہو۔ اس لئے اس بات پر ایمان رکھے کہ ﴿وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ جو کام تم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے۔ انسان اگر یہ یقین کرے کہ کوئی خبیر وعلیم بادشاہ ہے جو ہر قسم کی بدکاری، دغا، فریب، سُستی اور کاہلی کو دیکھتا ہے اور اس کا بدلہ دے گا، تو وہ بچ سکتا ہے۔ ایسا ایمان پیدا کرو۔ بہت سے لوگ ہیں جو اپنے فرائض نوکری، حرفہ، مزدوری وغیرہ میں سُستی کرتے ہیں۔ ایسا کرنے سے رزقِ حلال نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو تقویٰ کی توفیق دے۔‘‘ (الحکم۔ ۲۱ تا ۲۸/ مئی ۱۹۱۱ء۔صفحہ ۲۶)

اب اس ضمن میں ایک اور مسئلہ جو آج کل عائلی مسئلہ رہتا ہے اور روزانہ کوئی نہ کوئی اس بارہ میں توجہ دلائی جاتی ہے بچیوں کی طرف سے کہ سسرال یا خاوند کی طرف سے ظلم یا زیادتی برداشت کر رہی ہیں۔ بعض دفعہ لڑکی کو لڑکے کے حالات نہیں بتائے جاتے یا ایسے غیر واضح اور ڈھکے چھپے الفاظ میں بتایا جاتا ہے کہ لڑکی یا لڑکی کے والدین اس کو معمولی چیز سمجھتے ہیں لیکن جب آپ بیچ میں جائیں تو ایسی بھیانک صورتحال ہوتی ہے کہ خوف آتا ہے۔ ایسی صورت میں بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ لڑکا تو شرافت سے ہمدردی سے بچی کو، بیوی کو گھر میں بسانا چاہتا ہے لیکن ساس یا نندیں اس قسم کی سختیاں کرتی ہیں اور اپنے بیٹے یا بھائی سے ایسی زیادتیاں کرواتی ہیں کہ لڑکی بیچاری کے لئے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں۔ یا تو وہ علیحدگی اختیار کر لے یا پھر تمام عمر اس ظلم کی چکی میں پستی رہے۔ اور یہ بھی بات سامنے آئی ہے کہ بعض صورتوں میں جب اس قسم کی زیادتیاں ہوتی ہیں، جب لڑکی کے پاس بحیثیت بہو اختیارات آتے ہیں تو پھر وہ ساس پر بھی زیادتیاں کر جاتی ہے اور اس پر ظلم شروع کر دیتی ہے۔ اس طرح یہ ایک شیطانی چکر ہے جو ایسے خاندانوں میں جو تقویٰ سے کام نہیں لیتے جاری رہتا ہے۔ حالانکہ نکاح کے وقت جب ایجاب وقبول ہوتا ہے، تقویٰ اور قول سدید کے ذکر والی آیات پڑھ کر اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے اور ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ ایسا جنت نظیر معاشرہ قائم کرو اور ایسا ماحول پیدا کرو کہ غیر بھی تمہاری طرف کھنچے چلے آئیں۔ لیکن گو چند مثالیں ہی ہوں گی جماعت میں لیکن بہرحال دکھ دہ اور تکلیف دہ مثالیں ہیں۔ اب یہ جو آیت جس کی تشریح ہو رہی ہے یہ بھی نکاح کے موقع پر پڑھی جانے والی آیات میں سے ایک آیت ہے۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر بات سے پہلے، ہر کام سے پہلے سوچ کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ اور جو کام تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے۔ خیال ہوتا ہے زیادتی کرنے والوں کا کہ ہمیں کوئی نہیں دیکھ رہا۔ ہم گھر میں بیٹھے کسی کی لڑکی پر جو مرضی ظلم کرتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر ہے۔ تو پھر اگر یہ خیال دل میں رہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور اللہ کو اس کی خبر ہے تو حضور (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) فرماتے ہیں کہ ان برائیوں سے بچا جا سکتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہر احمدی گھرانہ خاوند ہو یا بیوی، ساس ہو یا بہو، نند ہو یا بھابھی تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے والی اور ایک حسین معاشرہ قائم کرنے والی ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُھَا۔ وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ (سورۃ المنافقون:۱۲)۔ اور اللہ کسی جان کو، جب اس کی مقررہ مدت آ پہنچی ہو، ہرگز مہلت نہیں دے گا۔ اور اللہ اُس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:

’’منافقانہ رجوع درحقیقت رجوع نہیں ہے لیکن جو خوف کے وقت میں ایک شقی کے دل میں واقعی طور پر ایک ہراس اور اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے اُس کو خدا تعالیٰ نے رجوع میں ہی داخل رکھا ہے اور سُنت اللہ نے ایسے رجوع کو دنیوی عذاب میں تاخیر پڑنے کا موجب ٹھہرایا ہے گو اُخروی عذاب ایسے رجوع سے ٹل نہیں سکتا مگر دُنیوی عذاب ہمیشہ ٹلتا رہا ہے اور دوسرے وقت پر پڑتا رہا ہے۔ قرآن کو غور سے دیکھو اور جہالت کی باتیں مت کرو اور یاد رہے کہ آیت ﴿لَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفْسًا﴾ کو اس مقام سے کچھ تعلق نہیں۔ اِس آیت کا تو مدّعا یہ ہے کہ جب تقدیر مبرم آجاتی ہے تو ٹل نہیں سکتی۔ مگر اِس جگہ بحث تقدیر معلق میں ہے جو مشروط بشرائط ہے جبکہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں آپ فرماتا ہے کہ میں استغفار اور تضرّع اور غلبہ خوف کے وقت میں عذاب کو کفار کے سر پر سے ٹال دیتا ہوں اور ٹالتا رہا ہوں۔ پس اس سے بڑھ کر سچا گواہ اور کون ہو سکتا ہے جس کی شہادت قبول کی جائے۔‘‘

(ضمیمہ انوار الاسلام : اشتہار انعامی تین ہزار روپیہ صفحہ ۱۰)

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالنُّوْرِالَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا۔ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾ (سورۃ التغابن:۹) پس اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس نور پر جو ہم نے اتارا ہے۔ اور اللہ اُس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

علامہ ابن جریر الطبری اس کی تفسیر میں ﴿وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾ کے تحت لکھتے ہیں کہ: اس حصہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ تم میں سے اپنے رب کی اطاعت کرنے والا اور اس کی نافرمانی کرنے والا اس سے مخفی نہیں ہے ۔ اور وہ تم سب کو تمہارے اعمال کی جزا دینے والا ہے۔ محسن کو اس کے احسان کے مطابق اور نافرمان کو اس کی اہلیت کے مطابق، یا وہ معاف فرما دے گا‘‘۔(تفسیر طبری)۔ قادر ہے جس طرح چاہے۔ بادشاہ اور مالک ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَفَلَا یَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِی الْقُبُوْرِ۔ وَحُصِّلَ مَا فِی الصُّدُوْرِ۔ اِنَّ رَبَّھُمْ بِھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْرٌ﴾۔(سورۃ العادیات:۱۱۔۱۲)۔ پس کیا وہ نہیں جانتا کہ جب اُسے نکالا جائے گا جو قبروں میں ہے؟ اور وہ حاصل کیا جائے گا جو سینوں میں ہے۔ یقیناً اُن کا ربّ اُس دن ان سے پوری طرح باخبر ہوگا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ بصیر اور علیم کے الفاظ صرف علمی حالت پر دلالت کرتے ہیں لیکن خبیر کا لفظ اُس علم کے مطابق عمل کرنے پر بھی دلالت کرتا ہے یعنی خبیر میں علاوہ خبر رکھنے کے مجرموں کی سزا اور اُن کی خبر لینے کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے چنانچہ یہ آیت میرے اس دعوے کی مُصَدِّق ہے۔ یَوْمَئِذٍ کا لفظ بھی اس پر دلالت کرتا ہے کیونکہ محض علم تو اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ حاصل ہے اُس دن عالم ہونے کے کوئی معنے ہی نہیں۔ پس خبیر میں دو باتوں کی طرف اشارہ ہے ایک یہ کہ اُس سے تمہارا کوئی جُرم پوشیدہ نہ ہوگا اور دوسرے یہ کہ اس علم تفصیلی کے مطابق وہ اُس دن جزا بھی دے گا۔ یَوْمَئِذٍ کے ساتھ قرآن کریم میں صرف خبیر کا استعمال ہوا ہے، علیم و بصیر کا استعمال نہیں ہوا۔ اُردو میں بھی ’خبر لوں گا‘ محاورۃً استعمال ہوتا ہے جو شاید خبیر کے لفظ سے ہی نکلا ہے۔ اسی طرح پنجابی زبان میں بھی کہتے ہیں ’’میں تیری خبر لانگا‘‘ اور مراد یہ ہوتی ہے کہ میں تجھے تیرے اعمال کا بدلہ دوں گا۔ پس اللہ فرماتا ہے ﴿اِنَّ رَبَّھُمْ بِھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْر﴾۔ یعنی نہ صرف ان کے حالات سے واقف ہوگا بلکہ ان حالات کی ان کو جزا بھی دے گا۔

چنانچہ قرآن کریم میں ہمیشہ ﴿یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْر﴾ کا استعمال ہوا ہے، یَوْمَئِذٍ لَعَلِیْم یا یَوْمَئِذٍ لَبَصِیْر استعمال نہیں ہوا۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ یہاں خبیر سے محض علم مراد نہیں بلکہ اُن کو سزا دینا مراد ہے اور ﴿اِنَّ رَبَّھُمْ بِھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْر﴾۔ کے معنے یہ ہیں کہ اُس دن اُن کا ربّ اُن کی خوب خبر لے گا۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس سورۃ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کے ذریعہ اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ہم اُن کی خبر تو ضرور لیں گے مگر پہلے نہیں بلکہ ﴿حُصِّلَ مَافِی الصُّدُوْرِ﴾ کے بعد۔ جب تک اُن کے چھپے ہوئے گند پوری طرح ظاہر نہیں ہو جائیں گے ہم اُن کو سزا نہیں دیں گے۔ یہ مجرموں کی سزا کے متعلق ایک ایسا اصل ہے جسے بہت سے لوگ اپنی ناواقفیت کی وجہ سے نظر انداز کر دیا کرتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ اگر آپ سچے ہیں تو لوگوں پر مخالفت کے بعد فوراً عذاب نازل کیوں نہیں ہو جاتا۔ اس شبہ کا اس آیت میں جواب موجود ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کو خطاب کرتے ہوئے اس جگہ اِسی سوال کا جواب دیا گیا ہے...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّ رَبَّھُمْ بِھِمْ یَوْمَئِذٍ لَّخَبِیْر﴾ ہم خبیر ہیں، اِن لوگوں کے اندرونی حالات کو خوب جانتے ہیں مگر ہم حجت تمام ہونے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

کے بعد ان کو سزا دیں گے۔ پہلے ان کے گند ظاہر کریں گے اور پھر مسلمانوں سے حملہ کروائیں گے۔ بے شک ہم خبیر ہیں اور ہم پہلے بھی اُن کے حالات کو جانتے تھے مگر ہم نہیں چاہتے تھے کہ لوگوں کے دلوں میں اُن کے تقدس کا کوئی خیال باقی رہے۔ ہم اُس وقت اُن کو سزا دیں گے جب ﴿حُصِّلَ مَافِی الصُّدُوْرِ﴾ ہوجائے گا اور اُن کے گند لوگوں پر اچھی طرح ظاہر ہوجائیں گے۔

(تفسیر کبیر۔ سورۃ العٰدیٰت: صفحہ ۵۰۴)

اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ یہی حال آپ ﷺ کے عاشق صادق اور غلام کے دشمنوں اور ان کے ساتھ ہنسی ٹھٹھا اڑانے والوں کے ساتھ بھی ہوگا۔ انشاء اللہ۔

پھر بعض خبریں ہیں جو قرآن کریم میں آئندہ آنے والے زمانے کے لئے بیان ہوئی ہیں۔ فرمایا ﴿وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ﴾۔ اور جب نفوس ملا دئے جائیں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ ایک تفسیری نوٹ میں اس کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ یہ وہ زمانہ ہوگا جب کثرت سے چڑیا گھر بنائے جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں اس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اور اس زمانے کے چڑیا گھر بھی اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ اتنے بڑے بڑے جانور سمندری اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ ان میں منتقل کئے جاتے ہیں کہ اس زمانے کے انسان کو اس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوسکتا تھا۔

پھر غالباً سمندری لڑائیوں کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ پھر غالباً سمندری لڑائیوں کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی گئی ہے جب کثرت سے سمندروں میں جہاز رانی ہوگی اور اس کے نتیجہ میں دُور دُور کے لوگ آپس میں ملائے جائیں گے۔ یعنی صرف جانور ہی اکٹھے نہیں کئے جائیں گے بلکہ بنی نوع انسان بھی ملائے جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

’’﴿وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَت﴾ یعنی ایسے اسبابِ سفر مہیا ہوجائیں گے کہ قومیں باوجود اتنی دور ہونے کے آپس میں مل جائیں گی حتیٰ کہ نئی دُنیا پرانی سے تعلقات پیدا کرلے گی...... نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں سفر کی تمام راہیں نہ کھلی تھیں۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ بعض ایسے مقامات بھی ہیں جن میں آنحضرت ﷺ کی دعوت نہیں پہنچی مگر اب تو ڈاک تار، ریل سے زمین کے اس سرے سے اُس سرے تک خبر پہنچ سکتی ہے۔ یہ حجاز ریلوے جو بن رہی ہے یہ بھی اِسی پیشگوئی کے ماتحت ہے۔‘‘ (بدر جلد نمبر ۳ مورخہ ۲۳؍ جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)۔ یہ ۱۹۰۸ء میں آپ نے فرمایا۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’نفوس کے ملانے کی علامت کئی طریق سے پوری ہوئی ہے۔ ان میں سے ایک تو ٹیلیگراف (تار برقی) کی طرف اشارہ ہے جو ہر تنگی کے وقت میں لوگوں کی مدد کرتا ہے اور زمین کے دُور افتادہ حصوں میں رہنے والے عزیزوں کی خبر لاتا ہے اور قبل اس کے کہ دریافت کرنے والا اپنی جگہ سے اُٹھے تار برقی اس کے عزیزوں کی خبر دیدیتی ہے اور مغربی اور مشرقی شخص کے درمیان سوال وجواب کا سلسلہ چلا دیتی ہے، گویا کہ وہ آپس میں ملاقات کررہے ہیں۔ پھر وہ ان پریشان ومضطر لوگوں کو ان لوگوں کے حالات سے بہت جلد اطلاع پہنچا دیتی ہے جن کے متعلق وہ فکرمند ہوتے ہیں۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ دُور بیٹھے ہوئے اشخاص کو ملا دیتی ہے اور ان میں سے ایک دوسرے کے ساتھ یوں بات کرتا ہے کہ گویا ان کے درمیان کوئی روک نہ ہو اور وہ ایک دوسرے کے بالکل قریب ہوں۔ اور لوگوں کے آپس میں ملانے سے اس طرف اشارہ ہے کہ بحری اور برّی راستوں پر امن ہوگا اور سفر کی مشکلات دُور ہوجائیں گی اور لوگ ایک ملک سے دوسرے ملک تک بغیر کسی خوف وخطر کے سفر کرسکیں گے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس زمانہ میں ملکوں کے ملکوں کے ساتھ تعلقات زیادہ ہوگئے ہیں اور لوگوں کا ایک دوسرے سے تعارف بڑھ گیا ہے۔ پس گویا کہ وہ ہر روز ایک دوسرے سے ملائے جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تاجروں کو تاجروں سے اور ایک سرحد پر رہنے والوں کو دوسری سرحد پر رہنے والوں کے ساتھ اور ایک حرفہ والوں کو دوسرے حرفہ والوں کے ساتھ ملا دیا ہے اور وہ نفع حاصل کرنے اور نقصان کو دُور کرنے میں باہم شریک ہوگئے ہیں اور وہ ہر نعمت، سرور، لباس، کھانے اور سامانِ آسائش میں ایک دوسرے کے معاون بن گئے ہیں۔ اور ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں ہر چیز لائی جاتی ہے۔ پس دیکھو کس طرح اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ملا دیا ہے گویا کہ وہ ایک ہی کشتی میں سوار ہیں۔ نیز آپس میں ملانے کے ان سامانوں میں سے خشکی اور تری کی گاڑیوں میں لوگوں کا سفر کرنا ہے۔ وہ ان سفروں کے دوران ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں۔

اور ملائے جانے کے ان اسباب میں ایک خطوط کا سلسلہ بھی ہے جس کے بھجوانے کے وسائل بہت عمدہ بنا دئے گئے ہیں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ خطوط کیسے دنیا کے کناروں تک بھیجے جاسکتے ہیں اور اگر تم اس بارے میں غور کرو۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ) اگر تم اس بارے میں غور کرو تو تمہیں ان کی کثرتِ ترسیل تعجب میں ڈالے گی اور تم اِس کی پہلے زمانوں میں نظیر نہیں پاؤ گے اور اسی طرح تم کو مسافروں اور تاجروں کی کثرت بھی تعجب میں ڈالے گی۔ سو یہ سب لوگوں کے آپس میں ملانے اور ان کے آپس میں تعارف کے اسباب وذرائع ہیں جن کا اس سے قبل نام ونشان تک بھی نہ تھا۔ اور میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ کیا تم نے اس سے قبل کبھی ایسا دیکھا یا کیا تم نے اِس سے قبل کتابوں میں یہ سب باتیں پڑھی ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۴۷۲ تا ۴۷۴)

اب دیکھیں اس زمانہ میں ٹیلی فون، ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ پہ کمپیوٹر کے ذریعہ سے آپ گھر بیٹھے ایک ہی وقت میں باتیں بھی کررہے ہوتے ہیں، تحریر بھی پہنچا رہے ہوتے ہیں، تصویریں بھی پہنچا رہے ہوتے ہیں۔ تو یہ سب اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیلیں ہیں یہ ایجادات۔

آپؑ فرماتے ہیں:-

’’......وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ بھی میرے ہی لئے ہے...... پھر یہ بھی جمع ہے کہ خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے سارے سامان جمع کردئے ہیں۔ چنانچہ مطبع کے سامان، کاغذ کی کثرت، ڈاکخانوں، تار، ریل اور دخانی جہازوں کے ذریعہ کُل دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے اور پھر نت نئی ایجادیں اس جمع کو اَور بھی بڑھا رہی ہیں کیونکہ اسبابِ تبلیغ جمع ہورہے ہیں۔ اب فونوگراف سے بھی تبلیغ کا کام لے سکتے ہیں اور اس سے بہت عجیب کام نکلتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں کا اجراء۔ غرض اِس قدر سامان تبلیغ جمع ہوئے ہیں کہ اس کی نظیر کسی پہلے زمانے میں ہم کو نہیں ملتی۔‘‘ (الحکم۔ جلد ۶۔ نمبر ۴۳۔ بتاریخ ۳۰؍ نومبر ۱۹۰۲ء۔ صفحہ اوّل)

پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ایک خبر دی جو مکہ کی واپسی کی خبر تھی۔ اور ہجرت سے پہلے کی یہ خبر ہے کہ ﴿لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَدِ﴾ (البلد: ۲۔۳)۔ خبردار! میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں۔ جبکہ تو اس شہر میں (ایک دن) اُترنے والا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ سورۃ مکی ہے اور تیسرے چوتھے سال کی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ہجرت کے وقت میں نازل ہوئی تھی۔ (تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ ۵۷۷)

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْآنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ﴾ (القصص: ۸۶)۔ یقیناً وہ جس نے تجھ پر قرآن کو فرض کیا ہے تجھے ضرور ایک دن واپس آنے کی جگہ کی طرف واپس لے آئے گا۔

اس سورۃ کے متعلق عمر بن محمد کی یہ رائے ہے کہ یہ مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ جاتے وقت نازل ہوئی۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ’’اس خیال کو اگر درست مانا جائے تب بھی یہ سورۃ مکی ہے‘‘۔

پھر آپؓ فرماتے ہیں:

’’ہم تو کہتے ہیں ایک مانی ہوئی مکی سورۃ میں ﴿لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ﴾ کا آنا بتاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابھی مکہ میں ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کی خبر دی اور پھر فتح مکہ کی بھی خبر دی‘‘۔

(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ ۴۵۹)

چنانچہ اس الٰہی خبر کے مطابق رمضان ۸؍ہجری میں آپؐ ایک فتح نصیب جرنیل کی طرح دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔

پھر فرمایا: ’’﴿وَاَنْتَ حِلٌّ بِھٰذَا الْبَلَد﴾۔ اور تُو شاہانہ شان وشوکت کے ساتھ اس شہر میں مُحِل ہونے والا ہے۔ یعنی نزول کرنے والا ہے۔‘‘ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۴؍ اگست ۱۹۱۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ:

’’﴿لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ﴾: قرآن جب کوئی بڑا دعویٰ کرتا ہے تو ساتھ ہی اس کی دلیل دیتا ہے جو بہت قوی ہوتی ہے۔ پہلے فرمایا کہ میرے اتباع بادشاہ ہوجاویں گے۔ اس کی دلیل میں فرمایا کہ یہ قرآن جس میں لکھا ہے کہ تیرے ساتھی حکمران بن جائیں گے۔ اس میں یہ پیشگوئی کی جاتی ہے کہ وہ مکہ جہاں سے تمہیں نکالا گیا۔ جہاں کے لوگوں کے سامنے کوئی تدبیر نہ چل سکی ایک وقت آتا ہے کہ اسی مکہ میں تم

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

فاتح بن کر داخل ہوگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

پھر آنحضرت ﷺ سے مروی آئندہ زمانہ کے لئے چند خبریں ہیں۔اس میں سب سے پہلے تو یہاں پیش کروں گا خلافت راشدہ اور ملوکیت اور بادشاہت کے آنے کی خبر اور پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہونے کی خبر۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا۔اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کردے گا۔اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آنحضرت ﷺ خاموش ہوگئے۔(مسند احمد بن حنبل جلد چہارم صفحہ ۲۷۳ مطبوعہ بیروت و مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

اب اللہ تعالیٰ سے علم پا کر سیدنا محمد ﷺ نے جو خبر دی تھی اس کے عین مطابق آپؐ کے وصال کے بعد خلافت راشدہ کا قیام ہوا جو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تک چلی اور اس کے بعد ایذا رساں بادشاہت اور حکمران اور جابر بادشاہت قائم ہوگئی۔ پھر مخبر صادق ﷺ کی خبر کے مطابق چودھویں صدی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور پھر ان کی وفات کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا دوبارہ قیام ہوا۔ اللہ کرے یہ قیامت تک قائم رہے۔

پھر ایک خبر چاند اور سورج گرہن لگنے کے بارہ میں تھی۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ:

’’صحیح دارقطنی میں یہ ایک حدیث ہے کہ امام محمد باقر فرماتے ہیں۔اِنّ لِمَھْدِینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السّمٰوٰت والارض ینکسف القمر لاوّل لیلة من رمضان و تنکسف الشمس فی النّصف منه۔ یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں۔اور جب سے زمین و آسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور مامور اور رسول کے وقت میں ظاہر نہیں ہوئے۔ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدی معہود کے زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں چاند کا گرہن اُس کی اوّل رات میں ہوگا۔یعنی تیرھویں تاریخ میں اور سورج کا گرہن اس کے دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہوگا۔یعنی اسی رمضان کے مہینے کی اٹھائیسویں تاریخ کو۔اور ایسا واقعہ ابتدائے دنیا سے کسی رسول یا نبی کے وقت میں ظہور میں نہیں آیا۔صرف مہدی معہود کے وقت اس کا ہونا مقدر ہے۔اب تمام انگریزی اور اُردو اخبار اور جملہ ماہرین ہیئت اس بات کے گواہ ہیں کہ میرے زمانہ میں ہی جس کو عرصہ قریباً بارہ سال کا گذر چکا ہے اسی صفت کا چاند اور سورج کا گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا ہے۔‘‘(حقیقه الوحی صفحه ۱۹۴)

چنانچہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، یہ ۱۸۹۴ء میں یہ گرہن لگا۔چاند کی تاریخوں میں سے ۱۳؍تاریخ کو کیونکہ ۱۳؍، ۱۴؍اور ۱۵؍تاریخ کو چاند کو گرہن لگتا ہے۔اور اسی مہینہ میں ۲۸؍تاریخ کو جو بیچ کی تاریخ ہے کیونکہ ۲۷؍، ۲۸؍اور ۲۹؍کو سورج کی عموماً تاریخیں ہوتی ہیں، سورج گرہن ہوا اور مغربی اقوام پر بھی اتمام حجت کے لئے اگلے سال یہ نظارہ مغرب نے بھی دیکھا۔

پھر مغرب سے سورج کے طلوع ہونے اور طاعون کے بارہ میں ایک روایت ہے:

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ :علامات قیامت کے اعتبار سے یہ نشان پہلے ہوں گے۔مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع ہونا اور چاشت کے وقت ایک عجیب وغریب کیڑے کا لوگوں پر مسلط ہو جانا۔کیڑے کا مسلط ہو جانا جو ہے یہ ہوسکتا ہے کہ طاعون یا اور کوئی وبائی جراثیمی بیماریاں یا جنگوں کی وجہ سے ان بیماریوں کی طرف اشارہ ہو۔

(سنن ابن ماجه كتاب الفتن باب طلوع الشمس من مغربها)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ:

’’طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے کہ جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منور ہو جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔اور مَیں نے دیکھا کہ مَیں شہرِ لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔بعد اس کے مَیں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔سو مَیں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ مَیں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خدا تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دے دی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو۔نبیوں کا سلسلہ بھی اول سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہی لوگوں کو ملے۔اب خدا تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے‘‘۔اور اب یہ آپ لوگوں کا کام ہے جو یہاں یورپ میں رہ رہے ہیں کہ اس پیغام کو آگے پہنچائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس رؤیا کو پورا کریں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جو بعض خبریں دیں۔آپ فرماتے ہیں کہ:

’’براہین احمدیہ میں ایک یہ پیشگوئی ہے ’سبحان اللہ تبارک وتعالیٰ زاد مجدک ینقطع اباء ک ویبدء منک ‘۔(دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۰)۔خدا ہر ایک عیب سے پاک اور بہت برکتوں والا ہے۔وہ تیری بزرگی زیادہ کرے گا۔تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور خدا اس خاندان کی بزرگی کی تجھ سے بنیاد ڈالے گا۔یہ اس وقت کی پیشگوئی ہے کہ جب کسی قسم کی عظمت میری طرف منسوب نہیں ہوتی تھی اور مَیں ایسے گمنام کی طرح تھا جو گویا دنیا میں نہیں تھا۔اور وہ زمانہ جب یہ پیشگوئی کی گئی اس پر اب قریباً تیس برس گزر گئے۔اب دیکھنا چاہئے کہ یہ پیشگوئی کس صفائی سے پوری ہوئی جو اس وقت ہزار ہا آدمی میری جماعت کے حلقہ میں داخل ہیں۔اور اس سے پہلے کون جانتا تھا کہ اس قدر میری عظمت دنیا میں پھیلے گی۔پس افسوس ان پر جو خدا کے نشانوں پر غور نہیں کرتے۔پھر اس پیشگوئی میں جس کثرتِ نسل کا وعدہ تھا اس کی بنیاد بھی ڈالی گئی۔کیونکہ اس پیشگوئی کے بعد چار فرزند نرینہ اور ایک پوتا اور دو لڑکیاں میرے گھر میں پیدا ہوئیں جو اُس وقت موجود نہ تھیں‘‘۔

(حقیقة الوحی ،روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحه ۲۶۴۔۲۶۵)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کے وقت آپ کے آبائی خاندان کے قریباً ستر مرد زندہ تھے۔اور اس کے بعد یہ سب وفات پا گئے اور ان کی کوئی نسل نہیں چلی۔صرف وہ افراد زندہ رہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لے آئے اور آپ کو قبول کیا اور آگے نسلیں بھی انہی کی چلیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’ایسا اتفاق دو ہزار مرتبہ سے بھی زیادہ گزرا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میری حاجت کے وقت مجھے اپنے الہام یا کشف سے یہ خبر دی کہ عنقریب کچھ روپیہ آنے والا ہے اور بعض وقت آنے والے روپیہ کی تعداد سے بھی خبر دیدی اور بعض وقت یہ خبر دی کہ اس قدر روپیہ فلاں تاریخ میں اور فلاں شخص کے بھیجنے سے آنے والا ہے۔اور ایسا ہی ظہور میں آیا اور اس بات کے گواہ بھی بعض قادیان کے ہندو اور کئی سو مسلمان ہوں گے جو حلفاً بیان کرسکتے ہیں۔اور اس قسم کے نشان دو ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہیں اور یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ کیونکر خدا تعالیٰ حاجات کے وقت میں میرا متولی اور متکفل ہوتا رہا ہے۔اور اکثر عادت الٰہی مجھ سے یہی ہے کہ وہ پیش از وقت مجھے بتلا دیتا ہے کہ وہ دنیا کے انعامات میں سے کس قسم کا انعام مجھ پر کرنا چاہتا ہے اور اکثر وہ مجھے بتلا دیتا ہے کہ کل تُو یہ کھائے گا اور یہ پیئے گا اور یہ تجھے دیا جائے گا اور ویسا ہی ظہور میں آجاتا ہے کہ جو وہ مجھے بتلاتا ہے۔اور ان باتوں کی تصدیق چند ہفتہ میرے پاس رہنے سے ہر ایک شخص کر سکتا ہے۔‘‘(تریاق القلوب صفحه ۶۴۔۶۵)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تیرے لئے میں زمین پر اُترا اور تیرے لئے میرا نام چمکا اور مَیں نے تجھے تمام دنیا میں سے چن لیا۔اور فرماتا ہے۔قال ربّک انّه نازل من السّماء ما یُرضیک ۔یعنی تیرا خدا کہتا ہے کہ آسمان سے ایسے زبردست معجزات اُتریں گے جن سے تو راضی ہو جائے گا......افسوس اس زمانہ کے منجم اور جوتشی ان پیشگوئیوں میں میرا ایسا ہی مقابلہ کرتے ہیں جیسا کہ ساحروں نے موسیٰ نبی کا مقابلہ کیا تھا۔اور بعض نادان ملہم جو تاریکی کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں اور بلعم کی طرح میرے مقابلہ کے لئے حق کو چھوڑتے اور گمراہوں کو مدد دیتے ہیں مگر خدا فرماتا ہے کہ میں سب کو

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC
Windows, Doors, Porches, Patio Doors
For Friendly Quote Please Contact **Tel: 020 8664 8040**
Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

شرمندہ کرونگا اور کسی دوسرے کو یہ اعزاز ہرگز نہیں دونگا۔ ان سب کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے نجوم یا الہام سے میرا مقابلہ کریں۔ اور اگر کسی حملہ کو اب اٹھا رکھیں تو وہ نامرد ہیں۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ان سب کو شکست دوں گا اور میں اس کا دشمن بن جاؤں گا جو تیرا دشمن ہے اور وہ فرماتا ہے کہ اپنے اسرار کے اظہار کے لئے میں نے تجھے ہی برگزیدہ کیا ہے اور زمین اور آسمان تیرے ساتھ ہے جیسا کہ میرے ساتھ ہے۔" (تجلیات الٰہیہ۔ صفحہ ۳تا ۱۵)

آپؑ فرماتے ہیں:

"براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے: یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَاللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ یعنی مخالف لوگ ارادہ کریں گے کہ نورِ خدا کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں مگر خدا اپنے نُور کو پورا کرے گا اگرچہ منکر لوگ کراہت ہی کریں۔ یہ اس وقت کی پیشگوئی ہے جبکہ کوئی مخالف نہ تھا بلکہ کوئی میرے نام سے بھی واقف نہ تھا۔ پھر بعد اس کے حسبِ بیان پیشگوئی دنیا میں عزت کے ساتھ میری شہرت ہوئی اور ہزاروں نے مجھے قبول کیا۔ تب اس قدر مخالفت ہوئی کہ مکہ معظّمہ سے اہلِ مکہ کے پاس خلافِ واقعہ باتیں بیان کر کے میرے لئے کفر کے فتوے منگوائے گئے اور میری تکفیر کا دنیا میں ایک شور ڈالا گیا۔ قتل کے فتوے دیئے گئے۔ حکام کو اکسایا گیا۔ عام لوگوں کو مجھ سے اور میری جماعت سے بیزار کیا گیا۔ غرض ہر ایک طرح سے میرے نابود کرنے کے لئے کوشش کی گئی۔ مگر خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق یہ تمام مولوی اور ان کے ہم جنس اپنی کوششوں میں نامراد اور ناکام رہے۔ افسوس کس قدر مخالف اندھے ہیں۔ ان پیشگوئیوں کی عظمت کو نہیں دیکھتے کہ کس زمانہ کی ہیں اور کس شوکت اور قدرت کے ساتھ پوری ہوئیں۔ کیا بجز خدا تعالیٰ کے کسی اور کا کام ہے؟ اگر ہے تو اس کی نظیر پیش کرو۔ نہیں سوچتے کہ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا اور خدا کی مرضی کے مخالف ہوتا تو وہ اپنی کوششوں میں نامراد نہ رہتے۔ کس نے ان کو نامراد رکھا؟ اسی خدا نے جو میرے ساتھ ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۳۰)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور اپنے نشانوں کو ابھی ختم نہیں کر چکا اور اسی کی ذات کی مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کرے گا جب تک میری سچائی دنیا پر ظاہر نہ کر دے۔ پس اے تمام لوگو! جو میری آواز سنتے ہو خدا کا خوف کرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا اور اس تمام کاروبار کا نام ونشان نہ رہتا مگر تم نے دیکھا کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شامل حال ہو رہی ہے اور اس قدر نشان نازل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں۔ دیکھو کس قدر دشمن ہیں جو میرے ساتھ مباہلہ کر کے ہلاک ہو گئے۔ اے بندگانِ خدا! کچھ تو سوچو کیا خدا تعالیٰ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے؟"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ۱۱۸)

پھر آپ کے کچھ الہامات کا ذکر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ:

ضرور تھا کہ دوسرا مسیح بھی تلوار کے ساتھ نہ آتا اور اس کی بادشاہت صرف آسمان میں ہوتی اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور خدا نے مجھے تلوار کے ساتھ نہیں بھیجا اور نہ مجھے جہاد کا حکم دیا بلکہ مجھے خبر دی کہ تیرے ساتھ آشتی اور صلح پھیلے گی۔ ایک درندہ بکری کے ساتھ صلح کرے گا اور ایک سانپ بچوں کے ساتھ کھیلے گا۔ یہ خدا کا ارادہ ہے گو لوگ تعجب کی راہ سے دیکھیں۔ غرض مَیں اس لئے ظاہر نہیں ہوا کہ جنگ وجدل کا میدان گرم کروں بلکہ اس لئے ظاہر ہوا ہوں کہ پہلے مسیح کی طرح صلح اور آشتی کے دروازے کھول دوں۔ اگر صلح کاری کی بنیاد درمیان نہ ہو تو پھر ہمارا سارا سلسلہ فضول ہے اور اس پر ایمان لانا بھی فضول۔

(الاشتہار واجب الاظہار۔ضمیمہ تریاق القلوب ،روحانی خزائن جلد۱۵ صفحہ ۵۲۱)

پھر ایک الہام کا ذکر ہے ۱۸۹۸ء میں۔ "مَیں امام الزمان ہوں اور خدا میری تائید میں ہے اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل پر کھڑا ہوگا وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائے گا۔ دیکھو مَیں نے وہ حکم پہنچا دیا جو میرے ذمہ تھا"۔

(ضرورۃ الامام۔روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۷)

ایک اقتباس ہے، آپؑ فرماتے ہیں:-

"میرا خدا میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے۔ اور میں اس کے ساتھ ہوں اور میرے اندرون کا جو اس کو علم ہے کسی کو بھی علم نہیں۔ اگر سب لوگ مجھے چھوڑ دیں تو خدا ایک اور قوم پیدا کرے گا جو میرے رفیق ہوں گے۔ نادان مخالف خیال کرتا ہے کہ میرے مکروں اور منصوبوں سے یہ بات بگڑ جائے گی اور یہ سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا۔ مگر یہ نادان نہیں جانتا کہ جو آسمان پر قرار پا چکا ہے زمین کی طاقت میں نہیں کہ اس کو محو کر سکے۔ میرے خدا کے آگے زمین وآسمان کانپتے ہیں۔ خدا وہی ہے جو میرے پر اپنی پاک وحی نازل کرتا ہے اور غیب کے اسرار سے مجھے اطلاع دیتا ہے۔ اُس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اور ضروری ہے کہ وہ اس سلسلہ کو چلاوے اور بڑھاوے اور ترقی دے جب تک وہ پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلاوے۔ ہر ایک مخالف کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو اس سلسلہ کے نابود کرنے کے لئے کوشش کرے اور ناخنوں تک زور لگاوے اور پھر دیکھے کہ انجامکار وہ غالب ہوا یا خدا۔ پہلے اس سے ابوجہل اور ابولہب اور ان کے رفیقوں نے حق کے نابود کرنے کے لئے کیا کیا زور لگائے تھے۔ مگر اب وہ کہاں ہیں؟۔ وہ فرعون جو موسیٰ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ اب اس کا کچھ پتہ ہے؟ پس یقیناً سمجھو کہ صادق ضائع نہیں ہو سکتا۔ وہ فرشتوں کی فوج کے اندر پھرتا ہے۔ بدقسمت وہ جو اس کو شناخت نہ کرے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ۔ صفحہ ۱۲۸، ۱۲۹)

لہسن۔فوائد واستعمال

(ڈاکٹر نذیر احمد مظہر۔ کینڈا)

لہسن روزمرہ کے استعمال میں آنے والی ایک ترکاری ہے۔ مگر ان ننّھے منّے دانوں میں خالقِ کائنات نے عجیب وغریب خواص پیدا کر دیئے ہیں۔ جو بہت سی امراض میں بغرضِ علاج وتحفّظ مستعمل ہیں۔ لہسن خون کے دباؤ کو کم کرتا ہے۔ نظامِ دورانِ خون کو باقاعدہ بناتا ہے۔ اور خون کی رگوں کی بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ خون کی رگوں کو کشادہ کر کے ہائی بلڈ پریشر کو صحیح کرتا ہے۔ خون میں چربی کی مقدار کو گھٹاتا ہے۔ ہائی بلڈ پریشر کے نتیجے میں لاحق ہونے والے دورانِ سر (سر چکرانا) اور دردِ سر کو مفید ہے۔

لہسن پیٹ اور موٹاپے کو کم کرتا ہے۔ بھوک بڑھاتا اور ریاح کو خارج کرتا ہے۔ لہسن کے استعمال سے پیٹ کے اندر کیڑے پیدا نہیں ہونے پاتے۔ اور پہلے سے پیدا شدہ کیڑوں کو ہلاک کرتا ہے۔ انتڑیوں کے تعفّن کو دور کرتا ہے۔ جراثیم کو مارتا اور مفیدِ صحت بیکٹیریا کی افزائش کرتا ہے۔ جسم کے مدافعانہ نظام کو مضبوط کرتا اور وبائی امراض کے دفاع کے لئے جسم کو قوی تر کرتا ہے۔ ہاضمہ کو طاقت دیتا ہے۔ معدے کی فاسد رطوبتوں کو خارج کرتا ہے۔ لہذا بدہضمی میں مفید ہے۔ اس کے مسلسل استعمال سے معدہ اور انتڑیوں میں غذا کو ہضم کرنے والی معاون رطوبتوں کی پیدائش بڑھ جاتی ہے۔ لہذا ہضم میں معاون ہے۔ انتڑیوں کی حرکت کو تحریک دے کر اجابت کھلی لاتا ہے۔ اور پرانی قبض کو دور کرتا ہے۔ اسی طرح بواسیر کے لئے بھی مفید ہے۔ لہسن امراضِ تنفّس مثلاً پرانی کھانسی، بلغمی دمہ، ٹی بی وسردی کے بخاروں میں مفید ہے۔ جمع شدہ بلغم کو خارج کرتا ہے۔ گلے اور آواز کو صاف کرتا ہے۔ خون کی پیدائش کو بڑھاتا ہے۔ اور قوّتِ مدافعت کو قوی کرتا ہے۔ بینائی کو طاقت دیتا ہے۔ خناق اور گلے کے ورم میں اس کی چند تریاں چبا کر رس نگلنے سے ورمِ حلق اور خناق کو فائدہ پہنچتا ہے۔ پیشاب بھی کھل کر آتا ہے۔ اور پتھری کو خارج کرتا ہے۔ نیز نسوانی ایاّم کھل کر آتے ہیں۔ کان درد اور بہرے پن میں لہسن کی دو تریاں ایک اونس یا نصف چھٹانک تیل سرسوں میں جلا کر کان میں ڈالنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

لہسن استعمال کرنے کے مختلف طریقے

(1) لہسن کی چند تریاں چھیل کر چاقو سے کتر کر بغیر چبائے نگل لیں۔ اور چند دانے چھوٹی الائچی کے منہ میں رکھ لیں۔ تا کہ بُو نہ آئے۔ یہ سب سے مفید اور آسان طریقہ ہے۔

(2) لہسن کی چٹنی: لہسن، انار دانہ، پودینہ، ادرک اور نمک مرچ کی چٹنی تیار کریں۔ یہ چٹنی مفید ہونے کے ساتھ ساتھ لذیذ بھی ہے۔

(3) لہسن کا سالن: نصف تا ایک اونس لہسن کا سالن پکا کر کھانے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ تنہا پکائیں یا کسی دوسرے سالن میں ملا کر پکائیں۔

(4) کیپسول: دانہ الائچی خورد 50 گرام لے کر گرائینڈر میں پیس لیں۔ اور لہسن جو چند گھنٹے پہلے پانی میں بھگو کر رکھا گیا ہو، کا جُوسر میں ڈال کر رس نکال لیں۔ اور یہ رس سفوف دانہ الائچی پر اس قدر ڈالیں کہ خوب تر ہو جائے۔ پھر اسے اچھی طرح خشک کر لیں۔ اور خالی کیپسولوں میں بھر کر شیشی میں محفوظ کر لیں۔

مقدار خوراک:

دو کیپسول صبح، دو دو پہر اور دو کیپسول شام پانی کے ہمراہ لے لیں۔ اس طریق سے کھانا بھی آسان ہے۔ اور بدبو کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے۔

نقائص وہدایات:

لہسن کے کھانے سے منہ سے بدبو آتی ہے۔ اسی لئے حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ اسے کھا کر کوئی شخص مجمع میں نہ جائے۔ تا کہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو۔ اس کا آسان حل اوپر بیان ہو چکا ہے۔ گرم مزاجوں کے لئے مضر ہے۔ نیز یہ یاد رہے کہ لہسن کا استعمال باقاعدگی سے عرصہ دراز تک کرنے سے تسلّی بخش نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ کبھی کبھار کے استعمال سے کسی بڑے فائدہ کی توقع عبث وفضول ہے۔

لہسن کے پیٹنٹ مرکبات

(1) ڈاکٹر ریکوگ اینڈ کمپنی جرمنی نے لہسن سے ایک مرکّب کیپسولوں کی شکل میں تیار کیا ہے۔ جو آر نمبر 79 کے نام سے بڑے ہومیو پیتھک سٹوروں سے دستیاب ہے۔ اس کا فارمولا ذیل ہے۔ لہسن، کریٹیگس، وسکم البم۔ یہ مرکّب خون میں چربی کی زیادتی اور دورانِ خون کی دوا ہے۔ لہسن کے فوائد کا اوپر تذکرہ ہو چکا ہے۔ وسکم البم خون کے گاڑھے پن کو دور کرتی ہے۔ اور خون کی باریک رگوں کو کشادہ کرتی ہے۔ کریٹیگس مقوی قلب ہے اور قلب کے فعل کو باقاعدہ کرتی ہے۔ بلڈ پریشر کم کرتی ہے۔ اور قلب کو طاقت دیتی ہے۔ اور رگوں کی تنگی اور سختی کو دور کرتی ہے۔ اور رگوں میں جمع شدہ چربی کو کم کرتی اور دردِ دل کی صورت میں فائدہ کرتی ہے۔

اسی طرح کینیڈا اور جرمنی وغیرہ کی بعض فرمیں لہسن کے کیپسول پیک کرتی ہیں جو Garlic caps کے نام سے دستیاب ہیں۔ اگرچہ یہ خوشنما پیکنگ میں دستیاب ہیں مگر مہنگا ہونے کے سبب ان سے ایک خاص طبقہ ہی مستفید ہو سکتا ہے۔ اور لہسن کے استعمال کے جو سادہ طریق اوپر بیان ہوئے ہیں وہ زیادہ مفید، سہل اور سستے ہیں۔

خلافت خامسہ کا بابرکت آغاز

تاریخی اہمیت کے چند ایمان افروز امور کا تذکرہ

(عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن)

الحمدللہ، ثم الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خلافت خامسہ کا بابرکت آغاز ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں سے قائم ہونے والی جماعت احمدیہ محسن ومنان خدا کی رحمتوں کے سایہ میں ایک بار پھر عزم و ایقان کی شمعیں دلوں میں فروزاں کئے غلبۂ اسلام کی شاہراہ پر گامزن ہو چکی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا اچانک وصال ایک شدید زلزلہ تھا جس نے ساری جماعت کو ہلا کر رکھ دیا۔ اکناف عالم میں پھیلے ہوئے کروڑوں عشاق احمدیت اس اندوہناک خبر سے یکدفعہ سکتہ میں آ گئے۔ صادق الوعد خدا نے اپنے وعدوں کے مطابق اور پہلے سے دی گئی بشارتوں کے موافق، شدت غم سے گرتی ہوئی جماعت کو اپنے دست شفقت سے سنبھال لیا اور قدرت ثانیہ کا پانچواں جلوہ دکھایا۔ الحمدللہ، ثم الحمدللہ کہ خلافت خامسہ کے قیام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حالت خوف کو امن سے بدل دیا۔

ہمارے دل اور ہماری روح کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کے حضور بصد شکر و امتنان جھکا ہوا ہے (اور خدا کرے کہ ہمیشہ اسی طرح جھکا رہے) کہ اللہ تعالیٰ نے جو نظامِ خلافت ہمیں عطا فرمایا ہے وہ علیٰ منہاج النبوۃ وہ آسمانی نظام قیادت ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے قائم ہوتا ہے۔ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جس شخص کے سر پر تاج خلافت رکھا جاتا ہے اس کی تائید ونصرت کے ایسے نشانات دکھاتا ہے کہ ایک طرف تو مومنوں کے دلوں میں خوشی اور اطمینان پیدا ہو جاتا ہے اور دوسری طرف ساری دنیا پر ان واضح نشانوں کے ذریعہ یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر وباہر ہو جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ یہ خلیفہ واقعی اللہ تعالیٰ کا پیارا بندہ ہے، مؤید من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت کا سایہ اس کے سر پر ہے۔

جماعت احمدیہ کو عطا ہونے والا خلافت کا یہ آسمانی نظامِ ہدایت ایک شجرۂ طیبہ ہے جو سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے روحانی فرزند جلیل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درخت وجود کے روحانی فیضان کا ایک تسلسل ہے۔ یہ ایسا پاکیزہ اور مقدس شجرۂ طیبہ ہے جو قرآن مجید کے بیان کے مطابق اپنے اندر یہ امتیازی شان رکھتا ہے کہ ایک طرف اس کی جڑیں جماعت مومنین کے دلوں کی سرزمین میں نہایت پختگی سے راسخ ہیں اور دوسری طرف اس کی شاخیں اپنی عالمگیر نیک تاثیرات اور فتوحات کے اعتبار سے آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ لاریب یہ وہ نظام ہے جس کی برکت سے جماعت احمدیہ اپنی تعداد کی کمی اور وسائل کی کمیابی اور ہر نوع کی شدید مخالفت اور مزاحمت کے باوجود اکناف عالم میں پھیلتی جارہی ہے اور دشمنان اسلام و احمدیت کی سرزمین ہر طرف سے سکڑتی جارہی ہے۔

خلافت خامسہ بھی قدرت ثانیہ کے اسی شجرۂ طیبہ کی ایک شاخ ہے۔ جس طرح اس سے قبل اس شجرۂ طیبہ کی ہر شاخ سرسبز اور ثمر آور ہوئی اسی طرح انشاء اللہ اب بھی ہوگا۔ آئندہ کی باتیں خدا تعالیٰ کے علم میں ہیں اور اپنے وقت پر ظاہر ہوں گی لیکن دل اس یقین سے پُر ہیں اور یہ بات دلوں میں ایک میخ کی طرح گڑی ہوئی ہے کہ اس دورِ خلافتِ خامسہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے وعدے، جن میں کبھی تخلف نہیں ہوتا اور نہ کبھی ہوا ہے، اپنے وقت پر بڑی شان وشوکت کے ساتھ ضرور پورے ہوں گے اور یہ شاخِ خلافت بھی خوب سرسبز و شاداب ہوگی اور میووں سے لد جائے گی۔ ایسا ایمان افروز منظر ہوگا جو ہر دل کو نور یقین سے بھر دے گا۔ ایسا ہوگا اور انشاء اللہ ضرور ہوگا۔ سورج نکل آنے پر ایمان لانا تو کوئی بات نہیں ہوتی، مبارک وہ جواب اس وقت اس بات پر صدقِ دل سے ایمان لائیں اور پردہ غیب سے یہ سب باتیں ظہور پذیر اور جلوہ افروز ہونے سے قبل ہی یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ والی صفت سے متصف ہو جائیں۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاکْتُبْنَا مَعَ الشَّاھِدِیْنَ۔

تاریخ احمدیت اس بات پر شاہد ہے کہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے ہر نئے دور کے آغاز پر ہمیشہ ہی ایسے بیشمار امور ظاہر ہوتے رہے ہیں جو جماعت مومنین کے قلوب کو تسلی دینے کے علاوہ ان کے ایمانوں کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کا ذریعہ بنتے رہے ہیں۔ یہ بابرکت سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر نئی خلافت کے آغاز پر بالخصوص ظاہر ہوتا رہا ہے۔ یہ بات خدائی وعدہ کے عین مطابق ہے کہ خلافت حقہ اسلامیہ کے ذریعہ نہ صرف حالتِ خوف امن سے بدلتی ہے بلکہ تمکنت دین کے سامان بھی ہوتے ہیں جس کے نتیجہ میں جماعت مومنین شرک کی ہر ملونی سے ایک بار پھر پاک وصاف ہو کر سچی توحید پر قائم ہو جاتی ہے اور عبادت اور عبودیت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہو جاتی ہے۔ خلافت خامسہ کے آغاز پر بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی اس سنت مطہرہ کو جاری رکھا اور بڑی شان سے ظاہر فرمایا اور اس طرح خلافت خامسہ کی حقانیت پر مہر الٰہی ثبت فرما کر دنیا کو بتا دیا کہ یہ انتخاب بندوں کا نہیں بلکہ درحقیقت اس قادر وتوانا خدا کا ہے جو دلوں کو اپنے قبضۂ تصرف میں لے کر ان سے وہی کرواتا ہے جو درحقیقت خدا تعالیٰ کا منشا اور مقصود ہوتا ہے۔ انتخاب کی سعادت تو اعزازاً ان کو مرحمت کی جاتی ہے۔ حقیقت میں یہ خدائی تقدیر ہوتی ہے جو بڑی شان اور قدرت کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔

خلافت خامسہ کے بابرکت آغاز پر جو ایمان افروز باتیں ظہور میں آئیں اور مومنین کے ازدیاد ایمان کا باعث ہوئیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیشمار ہیں۔ حق یہ ہے کہ ہر احمدی اپنی ذات میں الگ الگ ایک زندہ گواہ ہے۔ اور ہر ایک کا ایک ذاتی منفرد تجربہ ہے جو اس کے لئے بہت کافی اور قطعی ذریعہ ایمان ہے۔ ظاہر ہے کہ ان سب امور کا احاطہ ممکن نہیں۔ چند امور اختصار کے ساتھ ذیل میں درج کرتا ہوں۔

(۱)

سیدنا حضرت مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے:

”دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین ونبیین وائمہ واولیاء وخلفاء ہے تا ان کی اقتداء وہدایت سے لوگ راہ راست پر آ جائیں۔ اور ان کے نمونے پر اپنے تئیں بنا کر نجات پائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ یہ دونوں شقیں ظہور میں آ جائیں“۔

(سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۶۲)

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ ہم نے ایک بار پھر اس مبارک ارشاد کا ظہور قدرت ثانیہ کی پانچویں بابرکت تجلی کی صورت میں دیکھ لیا جبکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور تقدیر کے نتیجہ میں خلافت کا تاج سیدنا وامامنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سر پر رکھا گیا۔

آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صلبی اولاد میں سے، حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے پڑپوتے، حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب رحمہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ اگرچہ یہ کوئی اصول یا قاعدہ نہیں کہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کسی فرد کو ہی لازمی طور پر خلیفہ منتخب کیا جائے اور اس کی واضح مثال سیدنا حضرت مولانا حکیم نورالدین رضی اللہ عنہ کے خلیفۃ المسیح الاول منتخب ہونے کی صورت میں تاریخ احمدیت میں موجود ہے لیکن حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کے مسند خلافت پر رونق افروز ہونے کے ذریعہ حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مندرجہ بالا ارشاد ایک بار پھر بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا ہے اور انزال رحمت کا یہ جلوہ مومنین کے لئے ازدیاد ایمان ویقین کا ذریعہ ٹھہرا۔ خدا کرے کہ رحمت باری کے اس نزول کے ذریعہ لوگوں کے لئے ہدایت اور نجات پانے کی راہیں وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جائیں۔

(۲)

خلافتِ خامسہ کے انتخاب کے موقع پر حالت خوف ایک غیر معمولی شان کے ساتھ حالت امن میں تبدیل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس نازک موقع پر اپنی نصرت اور دستگیری کا غیر معمولی جلوہ دکھایا اور دنیا کے کسی کونے اور گوشے میں کوئی اضطراب، پریشانی یا فکرمندی کی صورت پیدا نہیں ہوئی۔ خلافت کا اعلان ہوتے ہی یوں لگتا تھا کہ آسمان سے رحمت کے فرشتے یک دفعہ اترے ہیں اور ایک ایک دل کو اطمینان اور سکینت سے بھر دیا ہے۔ ہر شخص کی زبان پر الحمدللہ، الحمدللہ کا ورد تھا۔ اور اپنا سب کچھ خلیفۂ وقت کے حضور حاضر کرنے کے لئے بیتاب اور دیوانہ ہو رہا تھا۔

یہ کیفیت لندن میں بھی تھی اور دنیا کے کونے کونے میں بھی۔ نہیں کہہ سکتے کہ کہاں کم تھی یا زیادہ۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ ہر جگہ دوسری جگہ سے بڑھ کر تھی۔ مَیں نے بچشم خود اس بات کو دیکھا، کانوں سے سنا اور دل کی گہرائیوں سے اس کیفیت کو محسوس کیا۔ اکناف عالم سے آنے والے عشاق احمدیت سے ملنے کے بعد میرا یہ یقین دن بدن فزوں تر ہوتا رہا۔ انتخاب خلافت کے جلد بعد مجھے جماعت احمدیہ جاپان اور بعد میں ہالینڈ کے سالانہ جلسوں میں مرکزی نمائندہ کے طور پر شمولیت کی توفیق ملی۔ ان دونوں ممالک میں بھی مَیں نے یہی کیفیت کچھ اس انداز سے محسوس کی کہ گویا خلافت کی اطاعت، محبت اور فدائیت احباب کی رگوں میں سرایت کر چکی ہے۔ یہی کیفیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے باقی سب ممالک میں ہے۔ خلافت خامسہ کے قیام کے بعد جو غیر معمولی سکون اور اطمینان اکناف عالم میں پھیلی ہوئی ساری جماعت پر نازل ہوا وہ اپنے اندر ایک اعجازی شان رکھتا ہے۔ اس کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوا کہ مخالفین جماعت جو شرارت اور فساد پھیلانے کے لئے ہمیشہ تاک میں بیٹھے رہتے ہیں وہ کلیۃً ناکام ونامراد اور خائب وخاسر ہو گئے اور کوئی شیطانی وسوسہ کسی طرح بھی کسی جگہ راہ نہیں پا سکا۔ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِی۔

(۳)

خلافت خامسہ کے قیام کے موقع پر تاریخ احمدیت کا یہ واقعہ پہلی بار رونما ہوا کہ انتخاب خلافت سے متعلق اطلاعات کا سارا پروگرام جماعت احمدیہ کے عالمگیر ٹیلی ویژن MTA کے خداداد انعام کی سہولت اور برکت سے دنیا کے دور دراز خطوں، جزائر اور گھنے جنگلات تک میں رہنے والے عشاق احمدیت نے بھی ۱۹؍اپریل سے ۲۳؍اپریل ۲۰۰۳ء تک مسلسل چار دن یہ سارے پروگرام اس انداز میں دیکھے کہ وہ ہمہ وقت ٹیلی ویژن سے جڑے بیٹھے تھے اور لمحہ بہ لمحہ ہر بات سے پوری طرح آگاہ ہو رہے تھے۔ اس طرح غمزدہ اور بیتاب احمدیوں کو جو تسکین اور تسلّی ملی وہ لفظوں میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ مَیں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان ایام میں MTA کے پروگرام جس کثرت، تواتر اور اہتمام سے دیکھے گئے اس کی کوئی نظیر اس سے قبل نہیں ملتی۔

(۴)

تاریخ احمدیت میں پہلی بار نئے منتخب خلیفہ کے بارہ میں اعلان جماعت احمدیہ عالمگیر کے ٹیلیویژن MTA پر Live نشر کیا گیا۔ اس طرح اکناف عالم میں پھیلے ہوئے کروڑوں احمدیوں نے خواہ وہ مسجد فضل لندن کے احاطہ میں یا گردونواح کی سڑکوں پر بیٹھے تھے اور یا دنیا کے دور ترین مقامات پر تھے سب سے بیک وقت اس اعلان کو سنا اور منتخب ہونے والے نئے خلیفہ کا نام سنتے ہی بیک وقت الحمدللہ کہتے ہوئے آمَنَّا وَ صَدَّقْنَا کا نمونہ دکھایا۔ یہ صورت اس سے قبل کبھی رونما نہیں ہوئی۔ بیک وقت یہ علم پانے سے نڈھال اور مردہ جسموں میں جس طرح یکدفعہ توانائی عود کر آئی اس کیفیت کو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

(۵)

اعلان ہونے کے ساتھ ہی Live نشریات کا آغاز ہو گیا اور چند لمحوں کے اندر اندر ساری دنیا نے

نئے منتخب خلیفہ سیدنا و امامنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے رخ انور کا دیدار کر لیا۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو تاریخ احمدیت میں بے مثل اور بے نظیر ہے۔ عشاقِ خلافت نے کس شوق اور محبت سے اس مبارک چہرہ کو دیکھا اور کس طرح خوشی اور مسرت کے آنسو بے تابانہ ان کی آنکھوں سے ابل ابل کر ڈھلکنے لگے، کاش میں اس کیفیت کو بیان کر سکتا۔ ایک کیفیت جس کا ظہور عالمگیر تھا اور ہم سب نے اپنے اپنے رنگ میں اس کا تجربہ کیا لیکن لفظوں میں بیان کی سکت کسے؟

(۶)

اس کے ساتھ ہی ایم ٹی اے کے عالمگیر ناظرین کو مزید سعادت یہ ملی کہ جس مقدس وجود کو اللہ تعالیٰ نے منصب خلافت پر فائز فرمایا اس کے بیان فرمودہ اولین خطاب کو انہوں نے اسی وقت براہ راست سن لیا۔ اس بہت مختصر مگر جامع اور تاریخی خطاب میں حضور نے فرمایا:

''احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آج کل دعاؤں پر زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پر زور دیں۔ بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے۔ آمین''۔

ساری دنیا کے احمدیوں کا نئے منتخب خلیفہ کے پہلے خطاب کو اس طرح Live سننے کا واقعہ اس سے پہلے تاریخ احمدیت میں کبھی رونما نہیں ہوا۔

(۷)

پھر اسی پر اکتفا نہیں۔ یہ واقعہ بھی تاریخ احمدیت کا ایک تاریخ ساز اور یادگار واقعہ ہے کہ نئے منتخب خلیفہ کے دست مبارک پر ساری دنیا کے کروڑوں احمدیوں نے (جو اکناف عالم میں پھیلے ہوئے تھے) بیک وقت پہلی بار دستی بیعت کرنے اور خلافت خامسہ کی پہلی عام بیعت میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ کسی ملک میں یہ رات تھی اور کہیں دن، کسی جگہ صبح ہو رہی تھی اور کہیں سورج ڈھل رہا تھا۔ وقت مختلف تھے لیکن سب اس تاریخ ساز سعادت میں بیک وقت شریک تھے کہ انتخاب خلافت ہوتے ہی چند منٹوں کے اندر اندر کروڑہا عشاق اور فدائیوں نے اپنے امام و مقتداء کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق اور سعادت پالی۔ پہلے وقتوں میں یہ بات کہاں ممکن تھی۔ ہزاروں لاکھوں احمدی ایسے ہوتے تھے کہ انہیں خلیفہ وقت کے ساتھ الفاظ دہراتے ہوئے بیعت کرنے کی سعادت سالہا سال کے بعد ملتی ہوگی اور ہزاروں ایسے بھی تھے جو اپنی مجبوریوں کے باعث اس کی توفیق ہی نہیں پا سکتے تھے۔ خوش نصیب اس دور کے احمدی کہ ۲۲/اپریل کو سب نے بیک وقت نئے منتخب امام اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر فوری طور پر بیعت کر کے خلافت احمدیہ سے اپنا ناطہ استوار کر لیا۔

(۸)

خلافت خامسہ کے آغاز میں ایک اور تاریخ ساز بات یہ ہوئی کہ تاریخ احمدیت میں پہلی بار مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس برصغیر پاک و ہند سے باہر کے ایک ملک میں ہوا۔ اس سے قبل ایسے اجلاس دو بار ہندوستان میں اور دو بار پاکستان میں منعقد ہوئے۔ اس دفعہ مجلس انتخاب خلافت کا اجلاس برطانیہ کے دارالحکومت لندن میں ہوا جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ پاکستان سے ہجرت کے بعد قریباً ۱۹ سال سے مقیم تھے اور جہاں آپ کا وصال ہوا۔

اس تسلسل میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اجلاس کی کارروائی مسجد فضل لندن میں ہوئی جو جماعت احمدیہ نے ۱۹۲۴ء میں تعمیر کی اور لندن شہر میں تعمیر ہونے والی یہ پہلی باقاعدہ مسجد ہے۔ مسجد فضل لندن کو اور بھی کئی امتیازات حاصل ہیں لیکن خلافت خامسہ کے آغاز کے حوالہ سے اب اس تاریخی مسجد کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہو گیا ہے کہ برصغیر پاک و ہند سے باہر یہ وہ واحد مسجد ہے جس میں انتخاب خلافت کا اجلاس منعقد ہوا اور جس میں نو منتخب خلیفہ نے بیعت لینے کے سلسلہ کا آغاز کیا۔ نیز اس وقت یہ دنیا کی واحد مسجد ہے جس میں چار خلفائے احمدیت نے نمازیں پڑھائیں اور خطبات جمعہ ارشاد فرمائے۔ یہ تاریخی سعادت دنیا کی کسی اور مسجد کو حاصل نہیں ہے۔

(۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال اور خلافت خامسہ کے آغاز کے حوالہ سے اور بھی متعدد امور تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔ مثلاً پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ کسی خلیفہ احمدیت کا وصال برصغیر پاک و ہند سے باہر کسی اور ملک میں ہوا۔ اور اسی ملک میں تدفین بھی ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کا اعلان MTA پر وصال کے کچھ دیر بعد کر دیا گیا۔ اس طرح ساری دنیا کو چند لمحوں کے اندر اندر اس اندوہناک سانحہ کی اطلاع مل گئی۔ وصال کے بعد آپ کے چہرہ مبارک کی زیارت بھی MTA پر کروائی گئی۔ اس طرح دنیا میں شاید ہی کوئی احمدی ہو جس نے اپنے محبوب آقا کا دیدار نہ کر لیا ہو۔ یہ بات اس سے پہلے تصور میں بھی نہیں آ سکتی تھی۔

پھر جنازہ کے مسجد فضل لندن سے اسلام آباد لے جانے کے سارے مناظر بھی MTA پر ساتھ ساتھ دکھائے جاتے رہے۔ یہ صورت بھی پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ اسلام آباد میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جب حضور رحمہ اللہ کی نماز جنازہ پڑھائی تو اس کا نظارہ بھی MTA پر Live دکھایا گیا۔ یہ واقعہ بھی تاریخ میں پہلی بار ہوا۔ اسلام آباد میں موجود ہزارہا احباب و خواتین نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ علاوہ ازیں دنیا کے دیگر ممالک میں احمدی احباب و خواتین نے اسی وقت میں، اپنی مقامی امام کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی۔ اس کے بعد اسلام آباد میں تدفین کا سارا منظر بھی پوری تفصیل کے ساتھ Live نشر کیا گیا۔ پھر قبر کی تیاری مکمل ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں عالمگیر جماعت احمدیہ نے اجتماعی دعا میں شرکت کی۔ اس طرح وصال سے لے کر تدفین کے سب مراحل تک ساری دنیا کے عشاق قدم بقدم اپنے محبوب آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ رہے۔ یہ سارا وقت کیسے گزرا اور بالآخر فراق کی گھڑی میں ان پر کیا گزری؟ یہ داستان ہر احمدی کے دل پر رقم ہے۔

(۱۰)

باتیں تو بہت سی ہیں۔ بالآخر ایک بہت ہی ایمان افروز بات پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خلافتِ خامسہ کا آغاز خدائی تقدیر کے مطابق ہوا ہے اور بے شمار رحمتوں اور برکتوں کا پیش خیمہ ہے۔ اس خلافت کے آغاز ہی میں اللہ تعالیٰ کے تصرفِ خاص سے چند ایسے بابرکت امور کا بڑا منفرد اجتماع ہوا ہے جو اس سے قبل کبھی مشاہدہ میں نہیں آیا۔ اور اس لحاظ سے یہ بہت ہی خاص اور تاریخی بات ہے جو اپنے اندر غیب کے کئی مضامین سموئے ہوئے ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ اپنے وقت پر ظاہر ہوں گے۔ برکات کے اس تاریخی اجتماع کی تفصیل یہ ہے کہ انتخاب خلافت کے بعد جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلی عام بیعت لی جو خلافت خامسہ کی پہلی عالمگیر بیعت تھی تو اس وقت:

(۱)...... حضور انور نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے استعمال میں آنے والا وہ متبرک کوٹ پہنا ہوا تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بھی عالمی بیعت اور بعض اور خصوصی مواقع پر پہنا کرتے تھے۔

(۲)...... حضور انور نے دائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی میں اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی مبارک انگوٹھی پہنی ہوئی تھی۔ یہ وہی مبارک انگوٹھی ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدائی الہام کی یادگار کے طور پر خاص طور پر بنوائی، خود استعمال فرمائی اور آپؑ کے وصال پر یہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اسے استعمال فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ آپ کے وصال پر یہ انگوٹھی خلافت احمدیہ کے نشان کے طور پر آئندہ منتخب ہونے والے خلفاء کو دی جاتی رہے۔ چنانچہ آپ کے وصال پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ انگوٹھی استعمال فرمائی۔

(۳)...... حضور انور نے وہ مبارک پگڑی پہنی ہوئی تھی جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی پگڑی تھی اور آپ کے استعمال میں رہی تھی۔ وفات سے ایک روز قبل بھی حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے استعمال فرمایا تھا۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ان تینوں تبرکات کے پہننے کے مناظر ساری دنیا میں عالمگیر جماعت احمدیہ نے Live دیکھے اور یہ واقعہ بھی تاریخ احمدیت کا ایک نادر واقعہ ہے۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ خدائی تقدیر اور تصرفات کے مطابق خلافتِ خامسہ کا آغاز ان تین عظیم الشان تاریخی تبرکات کی برکتوں کے ساتھ غیر معمولی شان سے مگر انتہائی متضرعانہ اور عاجزانہ دعاؤں کے جلو میں ہوا۔ تبرکات کا یہ اجتماع اپنی ذات میں ایک ایمان افروز نشان ہے۔ جو ایک امتیازی شان اور عظمت کا حامل ہے۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو تاریخ احمدیت میں اس سے قبل کبھی رونما نہیں ہوا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دور خلافت خامسہ کو اپنے خاص الخاص فضل و کرم سے رحمتوں، برکتوں اور غیر معمولی فتوحات اور ترقیات کی آماجگاہ بنا دے اور عالمگیر غلبۂ اسلام کی مبارک ساعت کو قریب سے قریب تر لے آئے۔ آمین

مرحبا اے آنے والے! مرحبا صد مرحبا
رحمت و فضل کرم کی بارشیں تجھ پہ سدا

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

watch MTA live
audio and video broadcast
Weekly sermons in Urdu / English
Questions & Answers and much much more
Now you can buy Ahmadiyya Islamic Books, Audio / Video on line using Master Card or Visa
Visit our official website
www.alislam.org

TOWNHEAD PHARMACY
FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

ریجن کیری (کانگو) کے
تیسرے جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

۱۶۲ جماعتوں سے ۴۷ ۱۵۳ ۳؍افراد کی جلسہ میں شمولیت جن میں سے ۶۲۴۹ نومبایعین تھے

جلسہ کے دوران تین چیف صاحبان اور ایک سو سے زائد افراد نے احمدیت قبول کی۔

پانچ کلومیٹر سے ۴۵۰ کلومیٹر تک کے مشکل سفر پیدل، کشتیوں اور سائیکلوں کے ذریعہ طے کر کے احباب جلسہ میں شامل ہوئے

رپورٹ: قیصر محمود طاہر۔مبلغ سلسلہ۔کیری، کونگو)

کیری (Kiri) صوبہ باندوندو (Bandundu) کے ضلع انونگو (Inongo) کی ایک بہت بڑی تحصیل ہے جہاں خداتعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سالوں میں بکثرت بیعتیں ہوئی ہیں۔ ذرائع آمدورفت کی مشکلات کے پیش نظر لوگوں کی سہولت کے لئے اس ریجن کا الگ جلسہ منعقد کیا جاتا ہے۔ مکرم امیر صاحب کے مشورہ سے امسال کیری کا تیسرا جلسہ سالانہ مورخہ ۱۰؍مئی ۲۰۰۳ء کو منعقد کیا گیا۔ جس کی مختصر رپورٹ ہدیۂ قارئین ہے۔

پروگرام کی تشکیل

جلسہ کے کامیاب انعقاد کے لئے دو ماہ قبل مکرم طاہر منیر بھٹی صاحب مبلغ سلسلہ، کنشاسا سے کیری تشریف لائے۔ ہم دونوں نے علاقے کا دورہ کیا اور صدران کی میٹنگ بلا کر جلسے کی حاضری اور دیگر انتظامات کی کامیابی کے لئے پروگرام تشکیل دئے۔ اسی طرح مختلف دیہات کے چیف صاحبان اور گورنمنٹ کے افسران کو جلسہ میں شمولیت کے لئے دعوت نامے بھجوائے گئے وہ اپنے گاؤں کے افراد کے ہمراہ جلسہ میں شامل ہوں۔ جلسہ کے انتظامات کو حتمی شکل دینے کے لئے مکرم فہیم احمد لکھن صاحب اور مکرم بشارت احمد صاحب مبلغین سلسلہ ایک ہفتہ قبل ہی کیری تشریف لے آئے۔ امسال جلسہ سالانہ کیری کے انتظامات مکرم ابدان احمد صاحب افسر جلسہ سالانہ کے سپرد تھے جنہوں نے مختلف شعبہ جات کے منتظمین کے تعاون سے جلسہ کے کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اس سلسلہ میں شعبہ رجسٹریشن، شعبہ استقبال، شعبہ تیاری جلسہ گاہ، شعبہ آمدورفت، شعبہ نظم وضبط اور شعبہ لنگر خانہ کے کارکنان نے جلسہ کو کامیاب بنانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

کنشاسا سے مرکزی وفد کی آمد

مورخہ ۷؍مئی کو چار افراد پر مشتمل مرکزی وفد مکرم امیر صاحب کی قیادت میں جلسہ میں شرکت کی غرض سے کیری پہنچا۔ اس وفد میں مکرم امیر صاحب کے علاوہ مکرم عبدالرزاق بیاسالہ صاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجہ، مکرم عبدالصالح مدلیس صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم و تربیت اور مکرم ابوبکر صاحب نیشنل سیکرٹری امور عامہ شامل تھے۔ اس موقعہ پر علاقہ کے گورنمنٹ افسران اور اہل کیری کی ایک بہت بڑی تعداد ائرپورٹ پر استقبال کے لئے موجود تھی۔ اور ائرپورٹ سے رہائش گاہ تک یہ تمام لوگ وفد کے ہمراہ رہے۔

گورنمنٹ کا تعاون

جلسہ کے انتظامات کے لئے جہاں خدام مقرر تھے وہیں گورنمنٹ نے بھی غیر معمولی تعاون کیا۔ ایڈمنسٹریٹر صاحب نے اہل گاؤں کو جلسہ پر آنے والے مہمانوں سے بھرپور تعاون کرنے کے لئے کہا، خدام کے ساتھ مل کر وقارعمل کے ذریعہ گاؤں کی صفائی کی گئی، حفاظت کی غرض سے جابجا پولیس تعینات کی گئی تاکہ کسی قسم کی بدمزگی نہ ہو۔

تیاری جلسہ گاہ

جلسہ کے لئے فٹبال سٹیڈیم کے وسیع میدان کو منتخب کیا گیا جس کی منظوری گورنمنٹ سے لینے کے بعد خدام نے ایک عارضی جلسہ گاہ تیار کی۔ اس کے لئے خدام نے جنگل سے بانس کاٹے اور جلسہ گاہ کی صفائی کی۔ اس مرتبہ پہلی بار جلسہ گاہ کی تیاری میں ترپالوں کا بھی استعمال کیا گیا تھا۔ بڑے بڑے بینرز جن پر کلمہ طیبہ اور حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات درج تھے جلسہ گاہ کی رونق کو دوبالا کر رہے تھے۔

جلسہ میں شمولیت کے لئے مہمانوں کی آمد جلسہ سے دو تین روز قبل ہی شروع ہو گئی تھی۔ عاشقان احمدیت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام يَـأْتُـوْنَ مِـنْ كُـلِّ فَـجٍّ عَمِيْقٍ کی صداقت کا ثبوت دیتے ہوئے محض اخلاص اور وفا کے ساتھ بغیر کسی غرض کے دور دراز سے پیدل سفر کر کے جلسہ میں شامل ہوئے اور ان کے چہرے کی مسرت اور رونق دیکھنے والی تھی کہ کس طرح اسلام کا بول بالا ہو رہا ہے اور احمدیت دن بدن ترقی کی منازل طے کر رہی ہے۔ کیا بچے اور کیا بوڑھے، کیا مرد اور کیا عورتیں جوق در جوق جلسہ میں شمولیت کے لئے آئے۔ ساٹھ سال سے زائد عمر کے تین افراد ۲۵۰ کلومیٹر کا پیدل سفر ۹ روز میں طے کر کے آئے۔ اسی طرح ۳۶؍احباب کا ایک وفد سات دن میں ۲۸۹ کلومیٹر کا سفر طے کر کے جلسہ میں شامل ہوا۔ ۹ دوست دوسرے صوبہ Equateur سے ۴۵۰ کلومیٹر کا سفر کر کے شامل ہوئے۔ اسی طرح کئی احباب سائیکلوں اور کشتیوں پر سفر طے کر کے جلسہ کی برکات سے مستفید ہوئے۔

لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جلسہ سے تین روز قبل شروع ہو کر دو روز بعد تک جاری رہا۔ اس موقع پر گاؤں کے احمدی اور غیر احمدی احباب نے کھانا پکانے کے لئے بڑی تعداد میں دیگچے مہیا کئے جس سے مہمانوں کی کثرت کے باوجود کھانا پکانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ مہمانوں کی خدمت کے لئے خدام اور لجنہ کی ٹیم نے افسر صاحب جلسہ سالانہ کی ہدایت پر کھانا پکایا اور رات رات بھر بھرپور محنت کر کے جلسہ کے انتظامات کو کامیاب بنایا۔

جلسہ کی کارروائی

جلسہ سالانہ کی کارروائی ۱۰؍مئی بروز ہفتہ صبح ساڑھے دس بجے شروع ہوئی۔ ایڈمنسٹریٹر صاحب نے استقبالیہ پیش کیا جس میں کنشاسا سے آئے ہوئے وفد اور دیگر مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ احمدیہ جماعت ہمارے علاقہ میں عوام کی بہبود کے لئے جو کام کر رہی ہے ہم اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ہر ممکن تعاون کے لئے حاضر ہیں۔

باقاعدہ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ کا پیغام برائے جلسہ سالانہ فرنچ اور لنگالا زبانوں میں پڑھ کر سنایا گیا۔ جس میں حضور نے جماعت کو بکثرت دعائیں کرنے اور خلافت سے وابستہ رہنے کی نصیحت فرمائی۔ بعدہ مکرم امیر صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا جس میں جلسہ سالانہ کی غرض وغایت بیان فرمائیں۔ جس کے بعد Lingala زبان میں تین تقاریر ہوئیں جن کے عناوین اور مقررین حسب ذیل ہیں:

۱۔ 'اسلامی عبادات' از مکرم عبدالصالح مدلیس صاحب۔

۲۔ 'صداقت حضرت مسیح موعودؑ' از مکرم ملک بشارت احمد صاحب مبلغ سلسلہ۔

۳۔ 'سیرت آنحضرت ﷺ' از مکرم محمد لومانزا صاحب۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں اسلام کے بارہ میں غلط نظریات کا ردّ فرماتے ہوئے اسلامی تعلیمات کے حسن کو اجاگر کیا۔ نیز اسلامی جہاد کے مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ آخر میں آپ نے مہمانوں اور گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا۔

جلسہ کی حاضری

امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۶۲ جماعتوں کے ۴۷ ۱۵۳ ۳؍احباب نے جلسہ میں شرکت کی جن میں سے ۶۴۴۹ سے زائد نومبایعین تھے جبکہ ۲۹۶ ۳ مہمانوں کا تعلق دوسرے مذاہب سے تھا۔

تأثرات

جلسہ کے بعد مختلف چیف صاحبان اور گورنمنٹ افسران نے مکرم امیر صاحب سے اپنی ملاقات میں جلسہ کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد پیش کی۔ تمام چیف صاحبان اور گردونواح سے آئے ہوئے غیر مسلم احباب کا یہ کہنا تھا کہ ہم نے پہلی مرتبہ اسلام کی دوسرے مذاہب کے بارہ میں پرامن تعلیمات سنی ہیں ورنہ اس سے پہلے ہم یہی سمجھتے تھے کہ اسلام ہر غیر مسلم کے ساتھ جنگ کرنے اور اسلام قبول نہ کرنے پر اس کے قتل کا حکم دیتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اس جلسہ کے بعد ہماری آنکھیں کھل گئی ہیں کہ اسلام کی تعلیم نہایت ہی پرامن اور خوبصورت ہے۔

گورنمنٹ کے ایک سرکردہ افسر آئے اور انہوں نے امیر صاحب سے کہا کہ اس علاقہ میں پہلے ہی آپ کی جماعت کے بہت لوگ ہیں لیکن اس قسم کے جلسہ کے بعد تو یہ سارا علاقہ ہی آپ کا ہے (انشاءاللہ)

کئی دیہاتوں کے چیف صاحبان نے مکرم امیر صاحب سے کہا کہ ہمارے علاقہ میں بھی احمدی بڑی تعداد میں موجود ہے اس لئے وہاں بھی اپنا مشن کھولیں تاکہ آپ کے مبلغین کے ذریعہ اسلام کی اس پیاری اور سچی تعلیم سے ہم بھی مستفید ہو سکیں۔

اس جلسہ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت ہی اچھا اثر چھوڑا ہے اور ابھی سے لوگ اگلے جلسہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ جب انہیں یہ روح پرور نظارے دوبارہ دیکھنے کو ملیں گے۔

چیف صاحبان کا قبول احمدیت

جلسہ میں آس پاس کے احمدی چیف صاحبان کے علاوہ بہت سے غیر مسلم چیف بھی شامل ہوئے تھے جن میں سے تین نے جلسہ کے موقعہ پر احمدیت قبول کرنے کا اعلان کیا۔ ان میں سے ایک ساٹھ دیہات کے چیف ہیں۔ اس کے علاوہ جلسہ کے بعد ایک ہفتہ کے اندر ایک سو سے زائد بیعتیں ہوئیں اور بیعتوں کا یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ فالحمدللہ علی ذالک۔

امام وقت کا دیدار

اہل کیری اس سے قبل ایم ٹی اے کی نعمت سے محروم تھے۔ مورخہ ۱۰؍مئی کو بعد نماز مغرب جلسہ پر آئے ہوئے مہمانوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تدفین اور خلافت خامسہ کی تجدید بیعت کی ویڈیو دکھائی گئی۔ یوں پہلی مرتبہ جلسہ پر آئے ہوئے افراد نے امام وقت کے چہرہ کی زیارت کی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں پر بھی ڈش انٹینا کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ اس طرح یہ جلسہ سالانہ خداتعالیٰ کی خاص تائید ونصرت کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو کامیاب بنانے والے تمام احباب کا حامی وناصر ہو اور ان کو مزید خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی طرح جلسہ میں شامل ہونے والوں کو اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان دعاؤں کا جو آپ نے شاملین جلسہ کے لئے کی ہیں دائمی وارث بنائے۔ آمین۔

بقیہ:شہید افغانستان حضرت
صاحبزادہ سید محمد عبداللطیفؓ
از صفحہ نمبر ۴

دے سکے؟ بے شک ایسا خون اور ایسا گوشت ہمیشہ حق کے طالبوں کو اپنی طرف دعوت کرتا رہے گا جب تک کہ وہ دنیا ختم ہو جاوے......اور چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ اس راقم اور اس کی جماعت پر اس ناحق کے خون سے بہت صدمہ گزرے گا اس لئے اس وحی کے مابعد آنے والے فقروں میں تسلی اور عزا پرسی کے رنگ میں کلام نازل فرمایا جو ابھی عربی میں لکھ چکا ہوں۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اس مصیبت اور اس سخت صدمہ سے تم غمگین اور اداس مت ہو کیونکہ اگر دو آدمی تم میں سے مارے گئے تو خدا تمہارے ساتھ ہے۔ وہ دو کے عوض ایک قوم تمہارے پاس لائے گا اور وہ اپنے بندہ کے لئے کافی ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اور یہ لوگ جو ان دو مظلوموں کو شہید کریں گے ہم تجھ کو ان پر قیامت میں گواہ لائیں گے اور کہ کس گناہ سے انہوں نے شہید کیا تھا۔ اور خدا تیرا اجر دے گا اور تجھ سے راضی ہوگا اور تیرے نام کو پورا کرے گا یعنی احمد کے نام کو۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا کی بہت تعریف کرنے والا۔ اور وہی شخص خدا کی بہت تعریف کرتا ہے جس پر خدا کے انعام اکرام بہت نازل ہوتے ہیں۔ پس مطلب یہ ہے کہ خدا تجھ پر انعام اکرام کی بارش کرے گا۔ اس لئے تو سب سے زیادہ اس کا ثناخواں ہوگا۔ تب تیرا نام جو احمد ہے پورا ہو جائے گا۔

پھر بعد اس کے فرمایا کہ ان شہیدوں کے مارے جانے سے غم مت کرو۔ ان کی شہادت میں حکمت الٰہی ہے اور بہت باتیں ہیں جو تم چاہتے ہو کہ وہ وقوع میں آویں حالانکہ ان کا واقع ہونا تمہارے لئے اچھا نہیں ہوتا اور بہت امور ہیں جو تم چاہتے ہو کہ واقع نہ ہوں حالانکہ ان کا واقع ہونا تمہارے لئے اچھا ہوتا ہے اور خدا خوب جانتا ہے کہ تمہارے لئے کیا بہتر ہے مگر تم نہیں جانتے۔

اس تمام وحی الٰہی میں یہ سمجھایا گیا ہے کہ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف مرحوم کا اس بے رحمی سے مارا جانا اگرچہ ایسا امر ہے کہ اس کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ وَمَا رَاَیْنَا ظُلْمًا اَغْیَظَ مِنْ ھٰذَا۔ لیکن اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہوں گے۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۹ تا ۷۴۔ مطبوعہ لندن)

"مولوی عبداللطیف صاحب شہید مرحوم کا نمونہ دیکھ لو کہ کس صبر اور استقلال سے انہوں نے جان دی ہے۔ ایک شخص کو بار بار جان جانے کا خوف دلایا جاتا ہے اور اس سے بچنے کی امید دلائی جاتی ہے کہ اگر تو اپنے اعتقاد سے بظاہر توبہ کر دے تو تیری جان نہ لی جاوے گی مگر انہوں نے موت کو قبول کیا اور حق سے روگردانی پسند نہ کی۔ اب دیکھو اور سوچو کہ اسے کیا کیا تسلی اور اطمینان خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہوگا کہ وہ اس طرح پر دنیا و مافیہا پر دیدہ دانستہ لات مارتا ہے اور موت کو اختیار کرتا ہے۔ اگر وہ ذرا بھی توبہ کرتے تو خدا جانے کیا کچھ اس کی عزت کرتی تھی۔ مگر انہوں نے خدا کے لئے تمام عزتوں کو خاک میں ملایا اور جان دینی قبول کی۔ کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ آخر دم تک اور سنگساری کے آخری لحظہ تک ان کو مہلت توبہ کی دی جاتی ہے اور وہ خوب جانتے تھے کہ میرے بیوی بچے ہیں، لاکھ ہا روپے کی جائداد ہے، دوست یار بھی ہیں۔ ان تمام نظاروں کو پیشِ چشم رکھ کر اس آخری موت کی گھڑی میں بھی جان کی پروانہ کی۔

آخر ایک سرور اور لذت کی ہوا ان کے دل پر چلتی تھی جس کے سامنے یہ تمام فراق کے نظارے ہیچ تھے۔ اگر ان کو جبراً قتل کر دیا جاتا اور جان کے بچانے کا موقعہ نہ دیا جاتا تو اور بات تھی......مگر ان کو بار بار موقع دیا گیا باوجود اس مہلت ملنے کے پھر موت اختیار کرنی بڑے ایمان کو چاہتی ہے"۔(البدر یکم دسمبر ۱۹۰۳ء۔ ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۱۹۶۔ مطبوعہ لندن)

"وہ ایک اسوۂ حسنہ چھوڑ گئے ہیں"

......عبداللطیف صاحب مقید تھے زنجیریں ان کے ہاتھ پاؤں میں پڑی ہوئی تھیں، مقابلہ کرنے کی ان کو قوت نہ تھی اور بار بار جان بچانے کا موقعہ دیا جاتا تھا۔ یہ اس قسم کی شہادت واقع ہوئی ہے کہ اس کی نظیر تیرہ سو سال میں ملنی محال ہے۔ عام معمولی زندگی کا چھوڑنا محال ہوا کرتا ہے۔ حالانکہ ان کی زندگی ایک تنعم کی زندگی تھی۔ مال، دولت، جاہ و ثروت سب کچھ موجود تھا۔ اور اگر وہ امیر کا کہنا مان لیتے تو ان کی عزت اور بڑھ جاتی۔ مگر انہوں نے ان سب پر لات مار کر اور دیدہ دانستہ بال بچوں کو چھوڑ کر موت کو قبول کیا۔ انہوں نے بڑا تعجب انگیز نمونہ دکھلایا ہے۔ اور اس قسم کے ایمان کو حاصل کرنے کی کوشش ہر ایک کو کرنی چاہئے۔ جماعت کو چاہئے کہ اس کتاب (تذکرۃ الشہادتین) کو بار بار پڑھیں اور فکر کریں اور دعا کریں کہ ایسا ہی ایمان حاصل ہو"۔(البدر ۸؍جنوری ۱۹۰۴ء۔ ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۳۳۔ مطبوعہ لندن)

"ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک وہ بزدلی کو نہ چھوڑے گی اور استقلال اور ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ہر ایک راہ میں ہر مصیبت و مشکل کے اٹھانے کے لئے تیار نہ رہے گی وہ صالحین میں داخل نہیں ہو سکتی......

صاحبزادہ عبداللطیف کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اس نے اپنے ایمان کا کیسا نمونہ دکھایا ہے اس نے دنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ بیوی یا بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور تنعم نے اس کو بزدل نہیں بنایا۔ اس نے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا۔ **عبداللطیف کہنے کو مارا گیا یا مر گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔** اگرچہ اس کو بہت عرصہ صحبت میں رہنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ لیکن اس تھوڑی مدت میں جو وہ یہاں رہا اس نے عظیم الشان فائدہ اٹھایا۔ اس کو قسم قسم کے لالچ دیئے گئے کہ اس کا مرتبہ و منصب بدستور قائم رہے گا مگر اس نے اس عزت افزائی اور دنیوی مفاد کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ ان کو ہیچ سمجھا۔ یہاں تک کہ جان جیسی عزیز شئے کو جو انسان کو ہوتی ہے اس نے مقدم نہیں کیا بلکہ دین کو مقدم کیا جس کا اس نے خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اس پاک نمونہ پر غور کرو کیونکہ اس کی شہادت یہی نہیں کہ اعلیٰ ایمان کا ایک نمونہ پیش کرتی ہے بلکہ یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ہے جو اور بھی ایمان کی مضبوطی کا موجب ہوتا ہے کیونکہ براہین احمدیہ میں ۲۳ برس پہلے سے اس شہادت کے متعلق پیشگوئی موجود تھی۔ وہاں صاف لکھا ہے شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ۔ کیا اس وقت کوئی منصوبہ ہو سکتا تھا کہ ۲۳ یا ۲۴ سال بعد عبدالرحمٰن اور عبداللطیف افغانستان سے آئیں گے اور پھر وہاں جا کر شہید ہوں گے......یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو عظیم الشان پیشگوئی پر مشتمل ہے اور اپنے وقت پر آ کر یہ نشان پورا ہو گیا۔

اس سے پہلے عبدالرحمٰن جو مولوی عبداللطیف شہید کا شاگرد تھا، سابق امیر نے قتل کرا دیا محض اس وجہ سے کہ وہ اس سلسلہ میں داخل ہے اور یہ سلسلہ جہاد کے خلاف ہے اور عبدالرحمٰن جہاد کے خلاف تعلیم افغانستان میں پھیلاتا تھا۔ اور اب اس امیر نے مولوی عبداللطیف کو شہید کرا دیا۔ یہ عظیم الشان نشان جماعت کے لئے ہے۔"

(الحکم ۲۴؍جنوری ۱۹۰۴ء۔ ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۷۔ مطبوعہ لندن۔)

"ہمارے دو معزز دوست کابل میں شہید ہو چکے ہیں۔ انہوں نے وہاں کوئی بغاوت نہیں کی، خون نہیں کیا اور کوئی سنگین جرم نہیں کیا۔ صرف یہ کہا کہ جہاد حرام ہے...... وہ نہایت نیک، راستباز اور خاموش تھے۔ مولوی عبداللطیف صاحب تو بہت ہی کم گو تھے مگر کسی خودغرض نے جا کر امیر کابل کو کہہ دیا اور انہیں ان کے خلاف بھڑکایا کہ یہ شخص جہاد کا مخالف ہے اور آپ کے عقائد کا مخالف ہے۔ اس پر وہ ایسی بے رحمی سے قتل ہوئے کہ سخت سے سخت دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور اس امر پر غور کر کے کہ وہ کیا گناہ تھا جس کے بدلے میں وہ قتل کئے گئے بے اختیار ہر شخص کو کہنا پڑے گا کہ یہ سخت ظلم ہے جو آسمان کے نیچے ہوا ہے"۔

(الحکم ۲۴؍جنوری ۱۹۰۷ء۔ ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۱۳۳۔ مطبوعہ لندن)

رنگ لائے گا اُس کا خون ضرور

(حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ کی شہادت پر
حضرت منشی محمد نواب خان ثاقبؓ مالیر کوٹلوی کے منظوم کلام سے انتخاب)

کس طرح ہو بیاں ثنائے شہید — ہم ہیں سو جان سے فدائے شہید
اہل کابل کے دل پہ نقش ہیں سب — سنگساری میں وعظہائے شہید
ایسا بولا کہ خوب گونج اٹھی — سارے آفاق میں صدائے شہید
دشمنِ حق امیر نے نہ سنی — آہ حکمت بھری ندائے شہید
ہے یقیں اب خدا کی نصرت سے — خوب لہرائے گا لوائے شہید
آئے گی خلق اُس کے سایہ میں — بال پھیلائے گا ہُمائے شہید
مار ڈالا خدا کے بندے کو — حیّ وقیوم ہے خدائے شہید
رنگ لائے گا اُس کا خون ضرور — خون برسائے گی حِنائے شہید
گر گیا چشمِ حق سے تُو کابل — جب فلک پر چڑھی دعائے شہید
گرچہ آیا نہیں کوئی جا کر — جان لے گا امیر رائے شہید
ہے وہ زندہ خدائے پاک کے پاس — فائدہ کیا کہ روئیں ہائے شہید
فائدہ جس سے ہو وہ کام کریں — ماتم و غم کو ہم سلام کریں

(مطبوعہ الحکم ۲۴؍اگست ۱۹۰۴ء)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکسار

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کا بیان ہے:

"والد صاحب نے اپنی عمر ایک مغل کے طور پر نہیں بلکہ ایک فقیر کے طور پر گزاری"۔

قادیان کے کنہیا لعل صرّاف سے ایک بار حضورؑ نے بٹالہ جانے کے لئے یکّہ کروانے کو فرمایا۔ جب حضورؑ یکہ میں سوار ہو کر نہر پر پہنچے تو آپؑ کو کوئی چیز یاد آئی جو گھر میں رہ گئی تھی۔ چنانچہ آپؑ یکہ وہاں چھوڑ کر خود واپس تشریف لائے۔ جب واپس نہر پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ یکّہ والے کو اَور سواریاں مل گئی تھیں اور وہ بٹالہ جاچکا تھا۔ چنانچہ آپؑ پیدل ہی بٹالہ تشریف لے گئے۔ جب کنہیا لعل کو اس کا علم ہوا تو اُس نے یکّہ والے کو بلاکر پیٹا اور کہا کہ اگر تجھے مرزا نظام الدین (حضورؑ کے ایک چچازاد) کی خاطر بیٹھنا پڑتا تو تین دن بیٹھا رہتا لیکن چونکہ یہ (یعنی حضورؑ) ایک نیک اور درویش طبع آدمی ہے اس لئے تُو چلا گیا۔ حضورؑ کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپؑ نے کنہیا لعل کو بلاکر سمجھایا اور فرمایا: وہ میری خاطر کیوں بیٹھا رہتا، اُسے مزدوری مل گئی اور چلا گیا۔

امرتسر میں مباحثہ آتھم کے دوران جب حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ اور حضرت میاں الہ دین صاحبؓ حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپؑ ایک معمولی سی چٹائی پر لیٹے ہیں جو اتنی چوڑی بھی نہیں تھی کہ سارا جسم اُس پر آسکتا۔ میاں الہ دین صاحبؓ نے عرض کیا کہ کوئی دری بچھوادی جائے تو حضورؑ نے فرمایا: نہیں، مَیں سونے کی غرض سے تو نہیں لیٹا تھا۔ کام میں، آرام سے حرج ہوتا ہے اور یہ آرام کے دن نہیں ہیں"۔

حضرت مسیح موعودؑ جب ۱۸۹۵ء میں ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے تو راستہ میں آپؑ کی سادگی سے بعض لوگوں کو دھوکا ہوا اور انہوں نے حضرت مولوی محمد احسن امروہوی صاحبؓ کو مسیح موعود سمجھ لیا۔ حضورؑ کی مجلس میں آپؑ کے لئے کوئی مسند یا امتیازی جگہ نہیں ہوتی تھی۔

حضورؑ کے خادم مرزا اسماعیل بیگ صاحبؓ کی شہادت ہے کہ جب حضورؑ اپنے والد صاحب کے ارشاد کے ماتحت بعثت سے قبل مقدمات کی پیروی کے لئے جایا کرتے تھے تو سواری کے لئے گھوڑا بھی ساتھ ہوتا تھا اور مَیں بھی ہمرکاب ہوتا تھا لیکن آپ پیدل ہی چلتے اور مجھے گھوڑے پر سوار کرا دیتے۔ مَیں بار بار انکار کرتا اور عرض کرتا کہ حضور! مجھے شرم آتی ہے۔ تو آپؑ فرمایا کرتے کہ: ہم کو پیدل چلتے شرم نہیں آتی، تم کو سوار ہوتے کیوں شرم آتی ہے؟"۔

حضرت مرزا دین محمد صاحبؓ آف لنگروال کا بیان ہے کہ اوّلاً مجھے حضورؑ کی خدمت میں جانے کی عادت نہ تھی اور آپؑ بھی گوشہ نشین تھے لیکن چونکہ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور شریعت کے دلدادہ تھے اس لئے یہی شوق مجھے آپؑ کی طرف لے گیا اور مَیں آپؑ کی خدمت میں رہنے لگا۔ جب مقدمات کی پیروی کے لئے جاتے تو مجھے گھوڑے پر اپنے پیچھے سوار کرلیتے۔ بٹالہ میں اپنی حویلی میں گھوڑا باندھ دیتے۔ حویلی کی دیکھ بھال ایک غریب جولاہے کے سپرد تھی۔ آپؑ وہاں پہنچ کر دو پیسے کی روٹی منگواتے جس کی چوتھائی پانی کے ساتھ کھالیتے، باقی روٹی اور دال وغیرہ جولاہے کو دیدیتے اور مجھے چار آنہ دیتے کہ کھانا کھا آؤ۔ خود بہت کم کھاتے اور کسی قسم کے چسکے کی عادت نہ تھی۔

حضرت شیخ نور احمد صاحبؓ مالک ریاض ہند پریس بیان کرتے ہیں کہ "جنگ مقدس" کے دوران بہت سے مہمانوں کی آمد کی وجہ سے میری بیوی حضورؑ کے لئے کھانا نکالنا بھول گئی یہاں تک کہ رات کا بڑا حصہ گزر گیا تو حضورؑ نے بڑے انتظار کے بعد استفسار فرمایا۔ اس پر سب کو فکر ہوئی، بازار بھی بند ہوچکا تھا۔ صورتحال جب عرض کی گئی تو فرمایا: "اس قدر گھبراہٹ اور تکلّف کی کیا ضرورت ہے، دسترخوان دیکھ لو، کچھ بچا ہوا ہوگا، وہی کافی ہے"۔ دسترخوان میں روٹی کے بچے ہوئے چند ٹکڑے تھے، آپؑ نے فرمایا: یہی کافی ہے۔ اور ان میں سے ایک دو ٹکڑے لے کر کھالئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی منکسر المزاجی کے چند واقعات مکرم طاہر احمد مختار صاحب کے قلم سے ماہنامہ "خالد" ربوہ جنوری ۲۰۰۳ء کی زینت ہیں۔

حفاظت الٰہی کے واقعات

روزنامہ "الفضل" ربوہ یکم جنوری ۲۰۰۳ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض صحابہؓ کی الٰہی حفاظت کے واقعات پر مشتمل ایک مضمون (مرتبہ: مکرم عطاء الوحید باجوہ صاحب) شامل اشاعت ہے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو ۱۹۱۷ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے جب یہ حکم دیا کہ آپؓ دعوت الی اللہ کے لئے انگلستان جائیں تو اُس وقت جنگ عظیم کی وجہ سے سمندری سفر بہت خطرناک تھا۔ چنانچہ بعض عورتوں نے حضورؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ ابھی ان کی روانگی کو ملتوی کردیا جائے۔ حضورؓ نے فرمایا کہ گیہوں چکی میں پسنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں مگر ان میں سے کچھ اوپر بھی رہ جاتے ہیں جو نہیں پستے۔ مفتی صاحبؓ بھی بچے ہوئے گیہوں ہیں، پسنے والے نہیں۔

چنانچہ حضرت مفتی صاحبؓ بمبئی سے سمندری سفر پر روانہ ہوگئے اور جہاز کے روانہ ہوتے ہی آپؓ نے دعوت الی اللہ کا آغاز کردیا۔ تین دن کے اندر اندر ایک انگریز نے احمدیت قبول کرلی۔ پھر یہ سلسلہ چلتا رہا اور متعدد افراد احمدی ہوئے۔ جب جہاز بحیرہ روم میں داخل ہوا تو کپتان نے تمام مسافروں کو ڈیک پر بلاکر کہا کہ یہ سمندر جرمن جہازوں سے بھرا پڑا ہے اور معلوم نہیں کب ہمارا جہاز اُن کے نشانے سے ڈوب جائے۔ پھر اُس نے ایک سیٹی بجائی کہ جب یہ سیٹی بجائی جائے تو فوراً جہاز کے اطراف میں لگی ہوئی کشتیوں میں بیٹھ کر سمندر میں اُتر جائیں، پھر یہ کشتیاں جہاں آپ کو لے جائیں وہ آپ کی قسمت۔ کپتان کے لیکچر کے بعد جہاز کے مسافر سخت پریشان ہوگئے۔ حضرت مفتی صاحبؓ اپنے کمرہ میں آئے اور گڑگڑا کر دعا کی۔ رات آپؓ نے خواب میں ایک فرشتے کو یہ کہتے ہوئے سنا: صادق! یقین کرو، یہ جہاز سلامت پہنچے گا۔ چنانچہ آپؓ نے یہ خوشخبری مسافروں کو سنادی جبکہ کئی جہاز اس جہاز کے دائیں بائیں تباہ ہوئے اور اُن کی لکڑیاں سمندر میں تیرتی ہوئی دیکھی گئیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؓ کا جہاز بحفاظت پہنچادیا۔

مکرم ڈاکٹر لعل محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ۱۰؍جنوری ۱۹۳۰ء کو مَیں قادیان سے لکھنؤ کے لئے روانہ ہونے کے لئے ریلوے اسٹیشن پر پہنچا تو دیکھا کہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ ایک مٹکا ہاتھوں میں اٹھائے ڈبوں میں جھانکتے پھرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ کوئی لکھنؤ جانے والے صاحب بھی ہیں۔ مَیں نے عرض کیا: مَیں جارہا ہوں۔ آپؓ نے فرمایا: اس مٹکے میں سات آٹھ سیر گھی ہے، یہ میرے بیٹے عبدالرحمٰن کو دیدینا جو لکھنؤ میں پڑھتا ہے۔ مَیں نے مٹکا لے لیا تو مولوی صاحبؓ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور میرے بخیروعافیت پہنچنے کے لئے دعا کروائی جس میں مَیں بھی شریک ہوا۔ پھر آپؓ چلے گئے۔ جب مَیں امرتسر سے دوسری گاڑی میں سوار ہوا تو رات بارہ بجے کے قریب ایک دھماکہ محسوس ہوا اور یوں لگا جیسا گاڑی کسی کنوئیں میں گر رہی ہے۔ مَیں نے درود شریف پڑھنا شروع کیا۔ چند ہی سیکنڈ میں وہ کیفیت دُور ہوگئی۔ گاڑی رُک گئی، بجلی بھی بند ہوگئی۔ گارڈ چیخ چیخ کر مسافروں کو باہر نکلنے کے لئے کہہ رہا تھا۔ مَیں کھڑکی کے راستہ نیچے اُترا تو معلوم ہوا کہ کسی مال گاڑی کے ساتھ ٹکر ہوگئی ہے اور میرے ڈبہ سے اگلے والے ڈبے ایک دوسرے میں پیوست ہوچکے ہیں، لوگ پھنسے ہوئے تڑپ رہے تھے۔...... کچھ دیر بعد مجھے اپنے سامان اور مٹکے کا خیال آیا۔ دیکھو تو حیرت ہوئی کہ دنیا اُلٹ پلٹ ہوگئی لیکن مٹکا وہیں پڑا تھا جہاں رکھا ہوا تھا۔ حضرت مولوی صاحبؓ کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی ہر طرح سے بچالیا۔ چند گھنٹے بعد دوسری گاڑی ملی اور مَیں نے لکھنؤ پہنچ کر مٹکا عبدالرحمٰن کو پہنچادیا۔

حضرت مولانا محمد حسین صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم جہاز میں کام کر رہے تھے کہ حکم آیا کہ جہاز سب کارکنوں کے ساتھ بغداد بھیج دیا جائے گا اس لئے سب کارکن اپنا سامان جہاز میں لے آئیں۔ اُس وقت سخت جنگ ہورہی تھی اس لئے میرے ساتھیوں نے یہ سنتے ہی رونا شروع کردیا۔ مگر مَیں نے نفل پڑھنے شروع کردیئے۔ جہاز کی روانگی کا دومرتبہ وسل ہوچکا تھا، روانگی میں دو منٹ باقی تھے کہ جنرل صاحب کا حکم آیا کہ اُن کے معائنہ کے بغیر جہاز روانہ نہ کیا جائے۔ وہ وہاں پہنچے اور معائنہ کے بعد جہاز کی روانگی کی منظوری دیدی۔ پھر اچانک اُن کی نظر ہم کارکنوں پر پڑی تو پوچھا کہ یہ فٹر کنارہ کے ہیں یا پانی کے۔ کپتان نے بتایا کہ کنارہ کے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ صرف پانی کے فٹر جہاز کے ساتھ جائیں۔ چنانچہ ہم جہاز سے اُتر آئے اور جہاز روانہ ہوگیا۔ رات دو بجے اطلاع آئی کہ کہ دشمن نے جہاز غرق کردیا ہے اور ایک آدمی بھی زندہ نہیں بچ سکا۔

فالج سے بچاؤ

ماہنامہ "مصباح" ربوہ جنوری ۲۰۰۳ء میں فالج پر جدید تحقیق کے حوالہ سے ایک مختصر مضمون شامل اشاعت ہے۔ فالج کا عام سبب شریانوں کی تنگی کے بعد کولیسٹرول کے clots کا رکاوٹ ڈال کر دماغ کو آکسیجن کی فراہمی سے محروم کرنا ہے جس کے باعث دماغ کا کچھ حصہ مُردہ ہوجاتا ہے۔ منشیات کے استعمال، سگریٹ نوشی، ہائی بلڈ پریشر اور منصوبہ بندی کی گولیوں کے استعمال سے اس کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ فالج کے حملہ سے قبل ایک منی سٹروک ہوتا ہے جس کا اثر چند گھنٹے رہتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دماغ کو آکسیجن پوری نہیں مل رہی۔ اس کے لئے احتیاط کے طور پر بلڈ پریشر اور وزن کو کم کریں، ورزش کریں کیونکہ ورزش سے ایک کیمیائی مادہ TPA بنتا ہے جو خون کے clots بننے کو روکتا ہے۔ اس مقصد کے لئے ہفتے میں چار پانچ دفعہ تیس تیس منٹ تک پیدل چلنا مفید ہے۔ اسی طرح چکنائی والی چیزوں سے بچنا ضروری ہے کیونکہ ان میں موجود LDL سے شریانیں تنگ اور سخت ہوجاتی ہیں۔ اس کے علاوہ ذیابیطس والے مریض کو بھی فالج کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے کیونکہ اس کا بلڈ پریشر اور کولیسٹرول دونوں مقررہ حدود سے زیادہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ سبزیوں اور اناج پر مشتمل غذا کا استعمال بہت مفید ہے۔ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ کیلشیم اور وٹامن ڈی کی جسم میں زیادہ موجودگی بھی فالج کے حملہ کو روکتی ہے۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 10 Friday, July 18, 2003 Issue No. 29

جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے

۱۹ ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

آسٹریلیا کے طول وعرض سے ۲۹۷ عشاق احمدیت کی شرکت

وزیر اعظم آسٹریلیا اور دیگر ممبران پارلیمنٹ کے پیغامات

(رپورٹ: ثاقب محمود عاطف ۔ سیکرٹری اشاعت)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا ۱۹ واں جلسہ سالانہ اپنی اعلیٰ دینی روایات کے ساتھ مورخہ ۱۸ تا ۲۰ اپریل ۲۰۰۳ء مسجد بیت الھدیٰ سڈنی میں منعقد ہوا۔اس مقدس دینی اجتماع میں ایڈیلیڈ، برزبین، میلبورن، کینبرا اور پرتھ کے احمدیوں نے شرکت کی۔امسال جزائرفجی سے مکرم نعیم محمود چیمہ صاحب امیر جماعت کے علاوہ سات مزید احباب نے بھی شمولیت کی۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر وزیراعظم آسٹریلیا مکرم عزت مآب جان ھاورڈ Mr.John Howard کی طرف سے خیر سگالی کا پیغام موصول ہوا۔علاوہ ازیں بعض وفاقی وزراء اور ممبران پارلیمنٹ نے بھی پیغامات بھجوائے۔حزب اختلاف کے رہنما Mr.Simon Crean نے اپنا ایک خصوصی نمائندہ جلسہ کے موقعہ پر بھجوایا۔

غیراز احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد نے جلسہ کے دوسرے روز پروگرام میں شرکت کی۔ان کو جماعت کا تعارف کروایا گیا اور مرکزی لائبریری بھی دکھائی گئی۔خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت نیک اثر لے کر رخصت ہوئے۔

جلسہ کی تیاری

امسال مکرم محمد سرور شاہ صاحب افسر جلسہ سالانہ مقرر ہوئے۔مختلف شعبہ جات کا قیام عمل میں لایا گیا۔وقار عمل کے ذریعہ خدام و اطفال ،لجنہ اور انصار کی ایک بڑی تعداد نے تیاری میں حصہ لیا۔ایم۔ٹی۔اے آسٹریلیا نے جلسہ سالانہ کی ساری کارروائی ریکارڈ کی۔جلسہ سے ایک دن پہلے مکرم امیر صاحب نے انتظامات کا جائزہ لیا اور کارکنان سے خطاب کیا اور مختلف ہدایات سے نوازا۔مسجد بیت الھدیٰ کے دونوں ہالز میں مختلف قسم کے بینرز اور اسٹیج کا دلکش منظر (جس پر مسجد اقصیٰ ربوہ کا اسکیچ بنایا گیا تھا) جلسہ گاہ کی زینت بڑھا رہے تھے۔جلسہ کے موقعہ پر شعبہ اشاعت کی طرف سے ایک بک سٹال کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔اسی طرح لجنہ اماء اللہ نے ایک خوبصورت نمائش کا بھی انتظام کیا تھا۔جلسہ سالانہ کے ایام میں روزانہ نماز تہجد باجماعت اور بعد نماز فجر درس قرآن کا انتظام تھا جو مکرم ممتاز مقبول صاحب ،مکرم مولانا قمر داؤد کھوکھر صاحب اور مکرم مولانا مسعود احمد شاہد صاحب نے سرانجام دیا۔

افتتاحی اجلاس

جلسہ سالانہ کا پہلا اجلاس ۱۸/اپریل کو بعد نماز جمعہ محترم مولانا محمود احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی صدارت میں شروع ہوا۔تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد محترم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور جلسہ سالانہ کی غرض و غایت کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں بیان کیا۔اور کہا کہ جلسہ سالانہ کوئی میلہ نہیں بلکہ ایک عظیم روحانی اجتماع ہے جہاں ہم یہ سیکھتے ہیں کہ جماعت اپنے تقویٰ کے معیار کو کیسے بڑھا سکتی ہے۔کیسے ہم انسانیت کی بہتر رنگ میں خدمت کر سکتے ہیں۔حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کا مقصد اسلام کے حسین چہرے کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔جماعت میں ایمان اور عرفان بڑھانے کیلئے مختلف ذرائع میں سے ایک ذریعہ جلسہ سالانہ کا انعقاد ہے۔پاکستان میں جماعت کے جلسہ پر پابندی لگائی گئی لیکن آج خدا کے فضل سے دنیا کے گوشے گوشے میں جلسہ ہائے سالانہ منعقد ہورہے ہیں جو کہ اسی جلسہ سالانہ کی کڑی ہیں جس کی بابرکت بنیاد حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک ہاتھوں سے ڈالی گئی تھی۔افتتاحی خطاب کے بعد مکرم رمضان شریف صاحب نے ''ھستیٔ باری تعالیٰ'' اور مکرم محمد اشرف جنجوعہ صاحب نے ''صحابۂ رسول ﷺ کی مالی قربانیاں'' کے موضوع پر تقاریر کیں۔

اس اجلاس کے بعد مجلس شوریٰ محترم امیر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

دوسرا اجلاس

جلسہ سالانہ کا دوسرا اجلاس ۱۹ اپریل کو صبح دس بجے شروع ہوا۔یہ اجلاس خصوصی طور پر غیراز جماعت احباب کے لئے رکھا گیا تھا۔پہلی تقریر مکرم عمر موسیٰ صاحب نے ''حضرت محمد ﷺ کا غیر مسلموں سے برتاؤ اور مذہبی رواداری'' اور مکرم مرزا عمران احسن صاحب نے ''جہاد کی حقیقت'' کے موضوع پر کی۔بعدہ ''دنیا میں قیام امن کے لئے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا حصہ'' کے عنوان پر مکرم خالد سیف اللہ صاحب نے اور اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم شاہد ندیم چوہان صاحب نے ''جماعت احمدیہ کی خدمت انسانیت'' کے موضوع پر کی۔

تیسرا اجلاس

جلسہ سالانہ کا تیسرا اجلاس ۱۹/اپریل کو بعد دوپہر ۲:۳۰ پر شروع ہوا۔تعلیمی میدان میں شاندار کارکردگی دکھانے والے طلباء میں ایوارڈز تقسیم کئے گئے۔بعدہ سوال وجواب کی مجلس ہوئی۔مغرب وعشاء کے بعد مجلس شوریٰ کا اجلاس محترم امیر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔اسی رات شوریٰ کے اجلاس کے بعد ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کی اندوہناک خبر ملی۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔جیسے جیسے احباب جماعت کو اس کی خبر ملتی گئی وہ سب مسجد میں حاضر ہوتے چلے گئے۔محترم امیر صاحب نے اپنے مختصر خطاب میں حضور کی وفات کی اطلاع دی اور جماعت کو خصوصی دعاؤں کی درخواست کی۔

اختتامی اجلاس

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات کی وجہ سے جلسہ سالانہ کی کارروائی محترم امیر صاحب کی ہدایت پر مختصر کر دی گئی تھی۔مکر مولانا قمر داؤد کھوکھر صاحب نے اس اجلاس کی صدارت کی اور رسالہ الوصیت سے قدرت ثانیہ کے ظہور کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔اس کے بعد انہوں نے ''اسلام اور عائلی زندگی'' کے موضوع پر تقریر کی۔آج کی دوسری تقریر محترم مولانا مسعود احمد شاہد نے ''شادی بیاہ کی رسومات اور اسلامی تعلیمات'' کے موضوع پر کی ۔مکرم خالد سیف اللہ خاں صاحب نائب امیر آسٹریلیا نے اختتامی خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی مقدس زندگی کے حالات بیان فرمائے اور جماعت کو اس نازک موقع پر بہت زیادہ دعائیں کرنے کی نصیحت کی۔اسکے بعد اجتماعی دعا کروائی اور یوں یہ جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اختتام کو پہنچا۔الحمد للہ علیٰ ذلک۔

Lecture Ludhiana

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ۴/نومبر ۱۹۰۵ء کو لدھیانہ میں ایک لیکچر دیا۔لدھیانہ ہندوستان کا وہ شہر ہے جہاں سب سے پہلے حضور علیہ السلام کے خلاف کفر کا فتویٰ جاری کیا گیا تھا۔لیکن مخالفین کی تمام کوششوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ترقی عطا فرمائی اور جس وقت آپ نے یہ لیکچر دیا آپ کی جماعت کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی تھی۔حضور علیہ السلام نے اس لیکچر میں اللہ تعالیٰ کی آپ کے حق میں تائید ونصرت اور اپنے بنیادی عقائد کے ذکر کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح ناصری کی وفات کو قرآن وحدیث ،اجماع اور قیاس کی رو سے ثابت فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ حیات مسیح کا عقیدہ رکھنا آنحضرت ﷺ کی سخت بے ادبی اور گستاخی ہے۔

حضور علیہ السلام کے اس لیکچر کا انگریزی ترجمہ حال ہی میں اسلام انٹرنیشنل پبلی کیشنز کی طرف سے پہلی مرتبہ شائع ہوا ہے۔انگریزی دان احباب خود بھی مطالعہ کریں اور اپنے دوستوں کو بھی دیں۔

امراء جماعت سے درخواست ہے کہ اس کتاب کے حصول کے لئے اپنے آرڈرز وکالت اشاعت لندن کو بھجوائیں۔ (ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔لندن)

جلسہ سالانہ یوکے ۲۰۰۳ء

امسال جلسہ سالانہ۔یوکے انشاء اللہ ۲۵/، ۲۶/اور ۲۷/جولائی ۲۰۰۳ء کو اسلام آباد، ٹلفورڈ میں منعقد ہورہا ہے۔مزید معلومات کے لئے درج ذیل ٹیلی فون نمبر پر فون کر سکتے ہیں:

Tel: (44) (0) 20 8687 7814 + (44) (0) 20 8687 7813

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔